امام عصر علامہ ابن بازؒ

مصنف

شیخ عبدالمعید مدنی

www.KitaboSunnat.com

ناشر

معبودی پبلیکیشن

1620، گلی تاجران، سوئی والان دریا گنج، نئی دہلی-۲

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے

کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

library@mohaddis.com

www.KitaboSunnat.com

اداریہ

عبدالمعید مدنی

اس کتاب کی کتابت کے جملہ حقوق محفوظ ہیں۔

نام کتاب	:	امام عصر علامہ ابن بازؒ
تالیف	:	شیخ عبدالمعید مدنی
کمپوزنگ	:	فرحان گرافکس، جامع مسجد دہلی۔٦
ناشر	:	معبودی پبلیکیشن
سنہ اشاعت	:	2014
قیمت	:	
فون	:	09811462470

ملنے کا پتہ

''الاحسان اکیڈمی'' السعو دمیڈیکل روڈ، علی گڑھ (یو۔پی)

1620، گلی تاجران، سوئی والان دریا گنج، نئی دہلی-۲ (09811462470)

الہدیٰ پبلیکیشن، 409، مٹیا محل جامع مسجد، دہلی-٦ (09999029389)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

امام عصر علامہ ابن بازؒ

کی ہمہ جہتی خدمات اور عظیم خوبیاں

امام ابن بازاورامام البانی کا جب نام آتا ہے تو فوراً ذہن اس طرف جاتا ہے کہ دونوں آیتان من آیات اللہ تھے اور فرمان رسول لا تزال طائفة من أمتي .... کی مکمل تصویر اوراس کے صحیح مصداق اوراس سچائی کی دلیل کہ طائفہ منصورہ قیامت تک سرسبز شاداب رہے گا اعداء اسلام کی دشمنی سے وہ کمھلا نہیں سکتا۔ نہ حسادا سے کس طرح کا نقصان پہنچا سکتے ہیں۔

امام ابن باز کواللہ تعالیٰ نے اسلام کی سچائی کی دلیل بنادیا تھا۔ اوراوصاف انسانی کا بہترین مرقع۔ انسانی کے خصائص وکمالات اوراخلاق حسنہ کا جوسچا تصورانسان کے پاس ہے اورجس کا خواب ہمیشہ لوگوں نے دیکھا ہے اور چاہا ہے کہ وہ بنی آدم کو حاصل ہوجائیں اور پھر ایک مثالی فرد اورایک مثالی معاشرہ بن جائے اس کی زندہ تصویر اگر کسی کو دیکھنی ہو تو امام ابن باز کو دیکھ لے۔

چشم فلک نے برسہا برس کے بعد ایسا انسان دیکھا ہوگا اور سورج کی شعاعیں زمانے بعد ایسے انسان پر عکس ریز ہوکر مستنیر ومسعود ہوئی ہوں گی عربی میں جو کہا جاتا ہے کہ فلاں نے نہ اپنے جیسا دیکھا نہ لوگوں نے اس جیسا دیکھا شیخ اس کا مکمل نمونہ تھے۔ اور حقیقت تو یہ ہے کہ لوگوں کو ہمیشہ اس کا اعتراف رہا لیکن جب ایسا کچھ کہا گیا تو اللہ وحدہ لاشریک کے اس مؤمن بندے نے انکسار کا مظاہرہ کیا۔ کبھی کسی ناچیے سے اپنی تعریف پسند نہ کی۔ اپنی زندگی میں اپنی حیات پر تیار کتاب کو چھپنے نہ دیا۔

امام ابن باز کون تھے؟ وہ جس کے چہرے سے معصومیت ہویدا تھی۔ جس کے رخ منور پر اس کے اندرون کا نور نمایاں نظر آتا تھا جس کو دیکھ کر دلوں کے اندر انابت پیدا ہوتی تھی۔ اور چاہت ہوتی تھی کہ بس مصلی بچھا کر اللہ کی بارگاہ میں ہاتھ اٹھا کر رونا شروع کردیا جائے اوراس شجر سایہ دار کو ہمیشہ قائم رہنے کی دعا کی جائے۔ جس کی گفتگو میں خوشبو تھی، جس کے برتاؤ

میں تلطف اور ہمدردی کی وہ پھوار کہ دلوں کو چھولے۔ جو ساری دنیا میں بے حد حساب انسانوں کے دلوں میں بستا تھا۔ جس کے لئے علماء امراء یکساں طور پر دعا گو رہتے تھے۔ جس کے علماء اور جہلاء سبھی ثناخواں تھے۔ جس کی پہچان تھی تواضع اس نے کبھی کسی کے سامنے اپنے کو بڑا نہیں جتلایا لیکن ان سے مل کر ہر شخص نے خود کو چھوٹا محسوس کیا۔ یہ ہے اصل تواضع اور حدیث رسول کی تشریح من تواضع اللہ رفعہ اللہ۔ جس کے انکسار اور عجز سے تواضع کو جامع مفہوم ملا۔ جس نے تواضع اور حلم کو نئے معانی دیئے۔ ابن باز اپنے وقت کا سب سے بڑا انسان۔ سب سے بڑا بابصیرت انسان۔ سب سے زیادہ مشغول اور سرگرم کار انسان۔ انسانیت کا سب سے بڑا دوست۔ غریبوں کا سب سے بڑا ہمدرد یتامی کا سب سے بڑا سہارا، بیواؤں کا سب سے بڑا آسرا اور مجبوروں بے کسوں کا سب سے بڑا مددگار، انسانی اخلاق اور دینی اقدار کل کے کل اس کے اندر موجود۔ اس کے فیض کا دریا کہاں نہیں بہا۔ اس کے رشد ہدایت کے انوار کہاں نہیں پہنچے۔ اور اس کے دور میں کون دوسرا فرد تھا جس کا فیض اس کی طرح ہر جگہ پہنچا۔

اس کے فیوض متنوع تھے اس کے مالی فیوض کی برکھا ہوئی اور ہر براعظم پر ہوئی۔ اس کے علم کی فیوض کی برکھا ہوئی اور چھینٹے چہار جانب پہنچے۔ اس کی بصیرت نے ایک عالم کو تابناک بنایا۔ اس کی تشفیعات سے ایک زمانہ سیراب ہوا۔ اس کی حمایتوں اور نصرتوں سے اقلیات اور مظلوموں کو سہارا اور حوصلہ ملا۔ بلکہ توانائی بھی ملی اور بسا اوقات ظالموں کی سرکوبی بھی ہوئی۔

اس کی حکمتوں اور دانشوں کے موتی کس کو نہیں ملے۔ اس کی کتاب وسنت کی دعوت براعظم سے براعظم تک پہنچی۔ اس نے جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ کو ایک پہچان دی اور دنیا کتاب وسنت کی دعوت کی آواز سے گونج اٹھی۔ اس نے رابطہ عالم اسلامی اور اس کی متعدد شاخوں کو اعتبار استناد اور عالمیت بخشا اوراس کے ثمرات دورونزدیک لوگوں کو ملے۔ اس نے ھیئة کبار علماء کے حوالے سے حکومت کو دینی سیاسی روشنی دی اور مشکلات کا حل نکالا اور سب سے بڑی بات عہدے اور مناصب کو اس کی ذات سے شرف حاصل ہوا۔ اور سب سے اہم بات یہ کہ اس کی شخصیت کی کشش نے اپنی طرف سارے عالم کے علماء اور مسلم تنظیموں کو کھینچا۔ اس نے شجر حق کی آب یاری

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی۔ خدمت اسلام کا عظیم شرف حاصل کیا۔ مسلم زعماء وقائدین نے اس سے شرف زیارت اوررہنمائی حاصل کی۔ طلاب علم کا وہ مسیحا بن گیا۔ علماء کی عزت وشرف کا رکھوالا کہلایا۔ دعوت دین کا قافلہ سالار ٹھہرا۔ مسلمانوں کی تکلیف پر تڑپ اٹھا۔ ان کی آہ پر وہ دوڑ پڑا۔ مظلوموں کی فریادرسی کی، بپتا پر مدد کی، مضطہدین کی حریت کے لئے ان کے جہاد میں حصہ لیا۔ روٹھوں کو منایا، لڑنے والوں میں صلح کرائی افغانستان بوسینا چیچینیا اریٹریا صومال، برما کشمیر فلپائن ہندوستان، ایران، لبنان مصر عراق ہرجگہ مظلوموں کو ہرطرح کا تعاون دیا اوردلایا۔

اس کا دل سارے جہان کا درد رکھتا تھا۔ سارے مسلمانوں کے مسائل اوران کے خیر نصح اورتعاون کے لئے اس میں جگہ تھی۔ اس کا ہاتھ اتنا کشادہ تھا کہ کسی کو نہ نہ کہا۔ جس نے جو چاہا اس کی طلب پوری کرنے کی کوشش کی گئی۔ اس کا دسترخوان اتنا وسیع تھا اورروز کی ضیافت کا مسئلہ تھا کہ کسی امیر وکبیر کو اس کی توفیق نہ ہوئی ہوگی۔ اس کی زندگی کا لحہ لحہ اللہ کی عبادت، دین کی خدمت اورخلق الٰہی کی مدد میں گذرتا تھا اس کی زندگی میں منفی خانہ تھا ہی نہیں۔

امام عصر کی زندگی کے لئے عنوان طے کیا جائے تو مختصر الفاظ میں یہ عنوان بن سکتے ہیں۔
خشیت تقوی تواضع حلم تفقہ بصیرت دین کے لئے فداکاری منہجیت، آفاقیت، قناعت، ملت وانسانیت کے لئے نصح وخیرخواہی اوراسلام کی اشاعت اورمسلمانوں کے بہبود کے لئے ہرممکن جدوجہد اورانضباط وقت۔

ان عناوین کے گرد روزمرہ ان کی زندگی کے واقعات وحکایات اتنے زیادہ ہیں کہ اگر انھیں ریکارڈ میں لایا جائے توان کی کمیت اورکیفیت اتنی بھاری ہوگی کہ امام عصر کی دینی وملی خدمات اپنے دور کی ساری دینی اورملی خدمات سے بلندتر نظر آئیں گی۔ امام عصر کی ایک دن کی دینی وملی کارگذاری بسا اوقات بہت سے علماء کی کل زندگی کی کارگذاری پر بھاری ہوسکتی ہے۔ امام عصر کی تنہا دعوتی ملی اورعلمی ودینی خدمات اتنی زیادہ ہیں کہ اگر انھیں میزان کے ایک پلڑے پر رکھا جائے اوران کی معاصر کل تحریکوں تنظیموں اورعلماء کی خدمات دینیہ وملیہ کو دوسرے پلڑے پر رکھا جائے توان شاء اللہ امام عصر کی خدمات کا پلڑا بھاری ہوگا۔ اوراگر ان کی منہجیت اخلاص فداکاری جاں

سوزی اور بے نفسی کو بھی موازنے میں شامل کرلیا جائے تو پھر امام عصر کی یکتائی کا حال ہی نہ پوچھئے اللہ سب کی جہود کو قبول فرمائے۔

اس کی عظمت کی بات کیا کہیے اوراس سے لگاؤ اورمحبت کی کہانی کیا بیان کیجئے لا تعداد انسانوں علماء اورزعماء کی تمنا بھی رہی اوردعا بھی کہ اللہ ان کی عمر کا کچھ حصہ لے لے اوراپنے زمانے کے ولی امام عصر ابن باز کی عمر میں جوڑے اورتادیر اسے اس دنیا میں باقی رکھے اوراس کے فیض کو جاری رکھے۔ میدان عرفات میں دعا کرنے والوں نے رو رو کر دعا کی کہ اللہ ان کی عمر کا دس سال لے لے اورابن باز کی عمر میں اسے جوڑ دے اوردس سال مزید انھیں زندگی عطا کردے۔

زندگی کے کن کن پہلوؤں کو اجاگر کیجئے — کرشمہ دامن دل می کشد کی جاایں جاست

انسان کے پاس اساس ہوتی ہے علم کی، منہجیت کی، تقوی کی، بصیرت کی، اخلاص اورللہیت کی اورصلاحیت ہوتی ہے خدمت دین کی، اورخدمت خلق کی، انھیں صلاحیتوں اوراساس پر اس دنیا میں وہ کارہائے نمایاں انجام دیتا ہے۔

رب کریم نے امام عصر کو وافر مقدار میں ان تمام صلاحیتوں سے نوازا تھا جو کسی انسان کو درجہ کمال تک پہنچادیں، اوراہم ترین بات تو یہ ہے کہ یہ خدشہ لگا رہتا ہے کہ انسان درجہ کمال تک پہنچتے پہنچتے ساری صلاحیتوں کے باوجود بگاڑ کا شکار نہ ہونے لگے یا مقام ارفع تک پہنچ کر اس کے اندر تغیر نہ آجائے۔ ایسا ہوا ہے اورہوتا آیا ہے درجہ کمال تک پہنچنے کے لئے کتنوں نے چوکڑیاں بھریں اورسب کچھ بھول گئے، یا اس کی خاطر ایسا انداز اختیار کیا کہ بہروپیے بن گئے۔ کمال تک پہنچنے کے لئے راہ میں استقامت ضروری ہے اوراستقامت سب کو نہیں ملا کرتی۔ امام عصر کو اللہ تعالی نے استقامت سے بھی نوازا تھا اورامامت سے بھی اوران دونوں موہبتوں سے انھیں دن بدن عروج وکمال ہی ملتا رہا۔ یہاں تک کہ وہ اپنے خالق سے جاملے۔ اورساری دنیا میں وہ خیر کے جو پودے لگا گئے ہیں۔ وہ بھی برگ وبار دے رہے ہیں۔ حور بعد الکور ایک بڑی بلا ہے اس فتنے سے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم پناہ مانگا کرتے تھے۔ بہت کم ایسا ہوتا ہے کہ مستقلا انسان کی کارکردگی نیک نامی میں وسعت وپھیلاؤ ہوتا رہے اوراس میں تسلسل قائم رہے اورزندگی کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آخری لمحات تک یہ سلسلہ برقرار رہے۔ یہ انفرادیت اللہ تعالی نے امام عصر کو عطا کی تھی۔ ایسا نہیں ہے کہ اس تسلسل کو ختم کرنے کی ناپاک کوششیں نہیں ہوئیں۔ تحریکیت اور عصرانیت زدہ ایک لابی نے ایسا کرنے کی کوشش ضرور کی لیکن امام عصر اپنی اثر پذیریوں میں اتنا آگے جاچکے تھے کہ ایسی ناروا کوششیں بے اثر ہو کر رہ گئیں۔ شیخ کی وسعتیں اور پہنائیاں اتنا بڑھ چکی تھیں کہ ان کی راہ میں رکاوٹیں کھڑی کی ہی نہیں جاسکیں اور رکاوٹ کھڑی کرنے کی ہر کوشش ناکام ہو کر رہ گئی۔

شیخ کو جو عصر ملا۔ وہ عصر زبردست تغیر پذیریوں کا عصر تھا۔ دنیا کی ساری بلائیں انسان پر ٹوٹ پڑی تھیں جس ملک اور خطے میں حضرت الشیخ کو کام کا موقع ملا وہ ملک اور خطہ بھی سب سے زیادہ ناپاک عزائم کی زد میں تھا۔ ایسے دور اور ایسے علاقے میں کام کرنا اور پورے عصر اور پورے عالم میں مؤثر بن جانا بذات خود اپنے میں ایک معنی رکھتا ہے۔ بذات خود یہ چیز ہی ایسے فرد کی عظمت کی بہت بڑی دلیل ہے۔

حضرت شیخ نے اپنی زندگی کے وقفہ عمل میں پانچ ملوک کو دیکھا شاہ عبدالعزیز شاہ سعود، شاہ فیصل، شاہ خالد اور شاہ فہد ان کے سوا آل سعود کے امراء اور خصوصا شاہ عبدالعزیز کے ابناء کے ساتھ رسم وراہ رہی اور حکومت کی تفویض کردہ ذمہ داریاں بھی رہیں۔ ساری ذمہ داریاں کس حسن خوبی سے ادا ہوئیں اور کس طرح ولاء کا تعلق برقرار رہا یہ بھی ایک نمایاں قابل عمل نمونہ ہے، دوطرفہ ولاء ومحبت کا عزت واحترام کا تعلق، حددرجہ تناصح اور فدائیت کا تعلق اور اس تعلق، کے نتیجے میں سارا عالم سرفراز، اسلامی حکومت مضبوط اور فساد زدہ دنیا میں اسلامی خدمات انجام دینے اور اسلامی تعلیمات پر عمل کرنے میں بالعموم کامیاب، آل سعود کی طرف سے انتہائی درجے کی عزت واحترام کہ اکثر ابناء عبدالعزیز انھیں والدگرامی کا درجہ دیتے۔ باپ کا سا ان کے ساتھ برتاؤ کرتے۔ اور پھر پوری مملکت میں بلکہ بیرون مملکت میں بھی محبت کرنے والے علماء کا ایک بہت بڑا گروہ انھیں احترام وجذبہ محبت میں ابوت کے مقام پر فائز گردانتا تھا اور اپنے جذبہ محبت کے اظہار کے لئے انھیں والدنا کہا کرتا تھا۔

یہاں حکومت کے ساتھ تعاون ہے اور وہ بھی باہمی جذبہ محبت واحترام اور اپنائیت کے

ساتھ۔ اور ایک مشن کی تکمیل کے لئے امام عصر کو رہبر ورہنما تسلیم کیا گیا اور اسلامی برتاؤ وسلوک کے ساتھ، اور امام عصر کی طرف سے کوئی کوتاہی بھی نہیں حکمرانوں کو سمجھانے بجھانے میں، اور ان کو تنبیہ کرنے میں نہ ہی ان کی لغزشوں کو کبھی جائز ٹھہرایا گیا۔

دوسری طرف سارے عالم اسلام میں عصرانی علماء اور تنظیمیں حکمرانوں کے خلاف بغاوت کا جھنڈا اٹھائے ہوئی تھیں اور حکومت الہیہ کے قیام کے کھوکھلے نعرے پر مگن تھیں۔ اس ٹکراؤ کے نتیجے میں اصلاح وتربیت کا کام پس پشت چلا گیا، اور حرث ونسل کی وہ تباہی ہوئی کہ الامان والحفیظ اور خود یہ علماء اور تنظیمیں بھی غارت ہو گئیں اور مسلم معاشرے میں الحاد، رفض سنت تخفیف دین، تخفیف عقیدہ، خلفشار وانتشار، اور آوارہ فکری کا سبب بن گئیں۔ یہ تنظیمیں اور ان کے زعماء وافراد جو اپنی غلط سوچ اور غلط رویے کے سبب اپنے کیفر کردار کو پہنچ گئے انھیں باز دید کی توفیق نہیں ملتی۔ انھیں اپنے انحراف کے سبب اپنی اور ملت کی تباہی پر پچھتاوا نہیں ہے۔ اس کے برعکس یہ امام عصر کو طعنے دیتے پھرتے تھے اور انھیں حکومت کا آلہ کار اور ناسمجھ گردانتے رہے جبکہ خود سارے عالم میں ان تحریکوں اور ان کی ذریت کو ان کے دائرے سے باہر جن سے سب سے زیادہ فیض پہنچا وہ یہی شیخ ابن باز تھے۔ لیکن جن کے اندر انقلابی شوراشوری کے سبب غیرت مروت اور شہامت ہی مرگئی ہو، ان سے احسان شناسی اور جذبہ تشکر کی امید رکھنا عبث ہے۔

اسلامی تاریخ کا یہ سنہرا باب ہے اور اس کی مثال قرون خیر کے بعد دوسرے عصور میں ملنی محال ہے یکادکا نظیریں مل سکتی ہیں۔ نظام حکومت میں شمولیت حاصل ہو پورے شاہی گھرانے میں علماء کو مکمل ادب واحترام حاصل ہوا اور شیخ وقت کو رہبر ورہنما مانا جائے اور اس کی زیارت کو دینداری ثواب اور عزوشرف تسلیم کیا جائے۔ ایسی مثال قرون خیر کے بعد پوری تاریخ اسلام میں عنقا ہے۔ لیکن جو انسانیت کی سطح سے اتر کر بندر صفت بن گئے۔ ان کے لئے سب کچھ بس اچھل کود ہے۔ سب کچھ یکساں ہے۔

ہندوستان کی پوری تاریخ میں ایک مثال بھی ایسی نظر نہیں آتی جس طرح کے تعلقات آل سعود اور علماء سعودیہ خصوصا اور عام علماء کے درمیان عموما ہیں لیکن اس کے باوجود برصغیر کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اکثر مولوی تعنت کا مظاہرہ کرتے ہیں اور جب آل سعود کی بات آئے تو کانھم حمر مستنفرہ فرت من قسورہ کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ جب کہ ہندوستانی مولویوں کی ذہنیت یہ ہے کہ جو ان پر مسلط ہوگیا چاہے کسی مذہب کا ہو کسی ذات کا ہو نیچ ہو ذلیل ہو کمین ہو اس کو کندھے پر اٹھائے پھرتے ہیں ایک تھے۔ میر عثمان علی خان آصف جاہ سابع دولت حیدر آباد کے فرماں روا۔ ایک طوائف زادہ تشیع زدہ بدترین کمترین حسن کی تلاش میں طوائف کے کوٹھوں پر چڑھنے والا اور غیروں کی حسین جوروؤں کو اٹھوا لینے والا مگر برصغیر کے بڑے بڑے مولوی اس کی بارگاہ میں لائن لگائے رہے۔ اشرفی چڑھا کر رکوع کی حالت میں غلامی کا پٹہ باندھ کو حاضری دیتے رہے اور چند سکوں کے لئے گھگھیاتے رہے وہ بھی اور ان کی ذریت بھی جو غیر مسلم لیڈروں کی جوتی سیدھی کرتی ہے اور ان کے مرنے پر قرآن خوانی کرتی ہے آل سعود کا نام آنے پر مسخنانے لگتی ہے۔

بہر حال کسی کے منمانے اور ہنہنانے سے حقیقت بدل نہیں سکتی ہے نہ تاریخ بدل سکتی ہے۔ وقت کا پیہہ چلتا رہتا ہے۔ کام کرنے والے کام کرتے رہتے ہیں۔ اور ممنانے ہنہنانے والے منمانے اور ہنہناتے رہتے ہیں۔

یہ امام عصر کا کمال تھا کہ آل سعود نے ان پر اعتماد کیا اور انہوں نے آل سعود پر اعتماد کیا اور دونوں کے تعاون سے خدمت دین، خدمت علم خدمت خلق، خدمت ملت اور خدمت انسانیت کا وہ کام ہوگیا کہ وہ تاریخ اسلام کا خصوصا اور تاریخ انسانیت کا عموما ایک سنہرا باب ہے۔ اور اس اشتراک سے وہ کام انجام پایا کہ تمام علماء تنظیمیں اور مسلم ممالک اور مسلم اقلیتیں مل کر اس کا عشر عشیر نہ انجام دے سکیں بلکہ سب کی کل کارکردگی میں ان کے تعاون کی حصہ رسدی رہی۔

امام عصر کی عظمت قابل دید ہے انہوں نے عالمی اسٹیج پر مسلمانوں کی سربراہی کی۔ پہلے جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ میں عالمی اسٹیج ملا اور پوری دنیا سے آئے ہوئے طلباء کی تعلیم وتربیت کی ذمہ داری لی اور ایسی ذمہ داری نبھائی کہ طلباء اساتذہ اور عملہ کے لئے ایک نمونہ بن گئے اور ان کی ایسی پرورش کی کہ سب کے لئے ایک شفیق باپ بن گئے اور گرویدگی کا یہ عالم کہ دنیا عش عش کرا ٹھے۔ ایسا منظر شاذ ونادر دیکھنے کو ملتا ہے اور پھر اسے ایسا اسٹیج بنا دیا کہ اس وقت دنیا کا سب

سے زیادہ فعال اسلامی ادارہ بن گیا اور ساری دنیا میں ہر طبقے میں اس کے اثرات پہنچ رہے ہیں اور کتاب وسنت کی تعلیمات کی اشاعت کا ہر طرف چرچا ہو رہا ہے۔ ۱۹۶۲ء میں اس ادارے کی تشکیل کے موقع پر بہت سے تعقل پسند خچر نصاب تعلیم لے کر پہنچے تھے۔ مودودی صاحب کی بھی ایک پیشکش تھی ندوۃ، علی گڑھ اور دیگر اداروں کے نصاب تعلیم کا ایک خلاصہ۔ ان کی اپنی سوچ کے ڈھانچے میں تیار شدہ۔ جس میں دانشوری زیادہ تھی اسے کل کا کل رد کر دیا گیا تھا جس کا انھیں بہت دکھ تھا ڈاکٹر اسرار احمد نے یہ واقعہ بیان کیا ہے منی میں ان کی غم کی صورت حال انہوں نے دیکھی تھی۔ اگر یہ دانشورانہ نصاب تعلیم ہوتا تو جامعہ اسلامیہ سے دانشوروں مادہ پرستوں اور ہڑ بونگیوں کی کھیپ پیدا ہوتی، اللہ کا شکر ہے کہ ارباب جامعہ نے اس وقت نہایت دوراندیشی کا ثبوت دیا اور منہج سلف کو تعلیمی نصاب میں ترجیح دی جس کے اچھے ثمرات سب کے سامنے ہیں۔ اس وقت جامعہ اسلامیہ کے فارغین سارے عالم میں سب سے زیادہ متحرک نشیط اور سرگرم ہیں اور ہمہ جہتی طور پر دین کا کام کر رہے ہیں اللہ اسے پائدار بنائے۔ آمین

جامعہ اسلامیہ کے سارے فارغین شیخ ابن باز سے دلی وابستگی رکھتے تھے اور آج بھی انھیں اپنے دل میں بسائے ہوئے ہیں اور ان کا تذکار علم وتقوی اور خدمت دین وخدمت ملت ہوتا رہتا ہے۔ اور جامعہ ہی کے فارغین کو ملک وبیرون ملک دعوت وتبلیغ تعلیم وتدریس اور تربیت کے لئے چنا گیا اور اب تک یہ سلسلہ چل رہا ہے۔

عالمی اسٹیج پر انھیں رابطہ عالم اسلامی کی مجلس تاسیس کی صدارت ملی، اس کی فقہ اکیڈمی کی صدارت ملی، المجلس الاعلی للمساجد کی صدارت ملی۔ اور شیخ نے اس کا حق ادا کیا عالمی مسائل کو حل کرنے کے لئے جس قدر دوراندیشی بصیرت بے تعصبی حق پسندی اور خیر خواہی کی ضرورت تھی ان سب سے حضرت الشیخ کو حصہ وافر ملا تھا۔ بڑے سے بڑے گمبھیر مسائل کی عقدہ کشائی بھی امام عصر کے ذریعہ ہوئی تھی اور اگر کہیں گتھی لا ینحل ہو تو معمول یہ تھا کہ دو رکعت نماز ادا کرتے اور رب کریم سے اس کے حل کے لئے دعا کرتے اور رب کریم انھیں مسئلے کا حل سمجھا دیتا۔ دنیا کے فقہاء دانشور اور متخصصین اکٹھا ہوتے ان کے محاضرات ہوتے اور شیخ کی صدارت ہوتی شیخ کی

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

بابصیرت علمی تعلیق ہوتی اور لغزش پر تنبیہ ہوتی۔ حق کی وضاحت ہوتی اور علماء کی قدر و قیمت بیان ہوتی اور عزت افزائی ہوتی۔

رابطہ کے اسٹیج سے انہوں نے دعوتی علمی فقہی مسائل کو عالمی پیمانہ پر بڑھایا، صحیح جہت میں صحیح ڈھنگ سے اور صحیح اصول پر پیش کیا اور ایک جہان کو ان سے رہنمائی حاصل ہوئی۔ اس کے ساتھ انہوں نے اس کے ذریعہ سارے عالم میں دعوتی کام کو پھیلایا اور خدمت خلق کا سامان مہیا کیا۔ ان کے ہوتے رابطہ کے امور صحیح رخ پر چلتے اور انھیں صحیح جہت ملتی رہی تفصیلات اس قدر ہیں اور ریکارڈ اتنے کثیر ہیں کہ انھیں پیش کرنے والے مجلدات میں پیش کر سکتے ہیں۔ تمام براعظم سے آئے ہوئے لوگ رابطہ کے اسٹیج پر شیخ سے مالی اخلاقی دینی ہر اعتبار سے مستفید ہوتے تھے۔

شیخ کو بحوث علمی افتاء دعوۃ اور ارشاد کے اداروں کی صدارت ملی ہوئی تھی تقریبا دو دہے تک شیخ کی نگرانی میں یہ سارے کام ہوتے رہے۔ اور اس ادارے کے تحت اور علی حساب الشیخ کی نگرانی میں شیخ علیہ الرحمہ نے سارے عالم میں ہزاروں داعی مفتی مدرس خطیب دینی اداروں کے مدیر متعین کر رکھے تھے ان اداروں کے تحت اور شیخ کے نجی اشراف میں دعوت وتبلیغ کے سوا مساجد کی تعمیر، مدارس کی تعمیر، کتابوں کی طباعت اور مفت تقسیم مصاحف اور تراجم قرآن کی طباعت وتوزیع ہوتی رہی اور سارے عالم میں یہ فیض پہنچتا رہا۔ اس کے ساتھ غریبوں، بیواؤں محتاجوں اور یتامی کی کفالت کرتے رہے۔ پھر حکومت نے دعوت وارشاد اور اوقاف کو ملا کر ایک منسٹری بنادی اور افتاء کا شعبہ الگ کر کے شیخ ابن باز کو مفتی عام بنادیا گیا لیکن شیخ کی دعوتی سرگرمی میں کوئی کمی نہ آئی نہ ان کی مرجعیت میں کوئی کمی واقع ہوئی اور جو وزارت کی کرسی پر بیٹھنے کے لئے بے تاب تھے تھوڑے ہی دنوں کے بعد الگ کئے گئے۔

وزارت بننے کے بعد بھی شیخ کی ہمہ جہتی خدمات میں کمی نہ آئی بلکہ دن بدن ان میں اضافہ ہوتا ہی رہا اور آخر تک ان میں اضافہ ہوا۔ اور علماء عوام طلباء امراء اور اغنیاء کی ان سے وابستگی بڑھتی ہی رہی اور ان کے اوپر لوگوں کا اعتماد پختہ ہی ہوتا گیا۔ ملک اور بیرون ملک ہر جگہ انھیں مراجعیت حاصل ہوئی۔

ایک طویل وقفے میں ایسی ادارے سے جس کی حیثیت بھی عالمی تھی اور جس کا حجم رابطہ سے کہیں زیادہ بڑا تھا اور جس کی مرجعیت بھی بہت زیادہ تھی۔ لاکھوں کروڑوں انسانوں کو اس کا فیض پہنچا۔ اور شیخ نے اس کا فیض لوگوں تک پہنچایا اور تمام براعظم میں اس کے دعاۃ اس کے نمائندے گئے اور اقلیات کو نیز عام مسلمانوں کو اور لوگوں کو ان کا فریضہ یاد دلایا غریبوں کی خبرگیری کی محتاجوں کی ضرورت پوری کی لوگوں کو تعلیم کی طرف راغب کیا۔ یہ ادارے علمی عوتی تعلیمی اور خدمت خلق کے اعتبار سے اتنے مؤثر رہے کہ عالمی طور پر اس کے زبردست گہرے اثرات محسوس کئے گئے۔

شیخ ابن باز ھیئۃ کبار علماء کے بھی صدر رہے اور نوازل میں انہوں نے حکومت کی رہنمائی کی حکومت کو درپیش نئے حالات اور نئے مشکلات کا اس ادارے نے حل تلاش کیا سماجی سیاسی، اقتصادی اور علمی ترقیوں اور تبدیلیوں کے سبب مسلم فرد اور سماج کے سامنے جو مسائل کھڑے ہوئے اس ادارے سے وابستہ محققین اور مجتہدین نے انھیں حل کیا۔ اس ادارے کے فقہی بحوث ومقالات حدرجہ وقیع اور معتدل ہوتے ہیں۔ سعودی حکومت تمام نئے مسائل میں اس ادارے کی طرف رجوع کرتی ہے اور اس کے مطابق عمل کرتی ہے۔ یہ سعودی حکومت کا دینی تھنک ٹینک ہے۔

شیخ ابن باز کی صدارت میں اس ادارے نے کتاب وسنت کی روشنی میں تمام نو پدید مسائل کا حل تلاش کیا ہے سعودی عرب کے ممتاز بابصیرت اور فقہ واستنباط بحث ونظر کی صلاحیت سے آراستہ علماء اس کے رکن ہوا کرتے ہیں اس ادارے کی حیثیت ملی ہے لیکن اس کی افادیت عالمی ہے اور اس کے معزز اراکین شیخ ابن باز اور شیخ ابن عثیمین کی عالمی حیثیت نے اسے عالمی بنادیا۔

شیخ ابن باز ایک عظیم فقیہ تھے ان کی فقہی بصیرت بالکل نمایاں رہی ہے مفتی عام بھی رابطہ کی فقہ اکیڈمی کے صدر بھی، اور ھیئۃ کبار علماء کے بھی صدر، تین تین فقہی ذمہ داریاں ان ذمہ داریاں سے عہدہ برآ ہونا کھیل نہیں۔ ان کا علمی وفقہی مقام اس قدر بلند تھا کہ پورے عالم میں لوگ ان کے طرف فتوی حاصل کرنے کے لئے رجوع کرتے تھے اور ان پر اعتبار بھی کرتے تھے۔ انھیں فقہی جہود کا نتیجہ ہے کہ اب تک شیخ کے فتاویٰ کی ۳۲ بتیس جلدیں شائع ہوچکی ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اللجنۃ الدائمۃ کی طرف سے صادر فتاوی میں مشترکہ فتاوی ان کے سوا ہیں۔

شیخ کی فقاہت ہمیشہ مسلم رہی اللہ تعالی نے انھیں بصیرت وفقاہت عطا کی تھی۔ وہ اللہ کے نیک بندے تھے اس لئے انھیں یہ عطاء خاص حاصل تھی۔ فرمان رسول ہے من یرد اللہ بہ خیرا یفقھہ فی الدین اور شیخ کی فقاہت روایتی فقاہت نہ تھی انھیں اللہ تعالیٰ نے کل دین کا فقیہ بنایا تھا اس کا نتیجہ تھا کہ علوم اسلامیہ میں بھی انھیں بصیرت حاصل تھی۔

تفقہ فی الدین نے امام عصر کے فتاوی کو جو روپ رنگ دیا تھا اور جس طرح ان کی تشکیل کی تھی وہ اپنے آپ میں بالکل نمایاں خصائص کے حامل ہیں۔ فتاوی کی خوبیوں کی بنیاد پر انھیں بے پناہ مقبولیت حاصل ہوئی مختلف موضوعات پر رسائل کی شکل میں بھی فتاوی شائع ہوئے اور دنیا کے جرائد ومجلّات میں لاتعداد زبانوں میں انھیں شائع کیا گیا اور پڑھا گیا۔ دنیا کے ہر خطے میں مختلف زبانوں میں انھیں پہنچایا گیا اور ان سے استفادہ کیا گیا۔ ''نور علی الارب'' ٹی وی پروگرام میں ان کے فتاوی کو عالمی مقبولیت حاصل ہوئی۔

شیخ کے فتاوی میں یسر وسہولت بالکل نمایاں نظر آتی ہے۔ فتاوی چونکہ عقیدہ وعمل کے لئے ہوتے ہیں۔ اس لئے ان کا آسان اور سہل ہونا بہت ضروری ہے۔ فتاوی کی تاریخ میں شیخ ابن باز کے فتاوی آسانی اور سہولت میں ممتاز ہیں۔ ایک عام پڑھا لکھا آدمی بھی ان سے استفادہ کرسکتا ہے اور انھیں سمجھ سکتا ہے فتاوی کی پر پیچ روکھی بے رونق اور قانونی زبان کو شیخ نے ارشاد وہدایت کی زبان میں بدل دیا۔ دراصل ان کا کمال یہی ہے کہ ہر حیثیت سے ان کی شخصیت اوریجنل ہے۔

عام مفتیان کرام فتوی کے پرچلت اور متداول اسلوب اور زبان کی بندھن سے خود کو آزاد نہیں کراپاتے۔ لیکن شیخ کی بات ہی اور ہے۔ ان کی علمی اصالت، ان کی شخصی اصالت، ان کی اجتہادی اصالت، ان کی فقہی اصات بالکل اپنا الگ رنگ رکھتی ہے وہ کسی بندھن میں انہیں پڑتے۔ تواضع اور حلم ایسا کہ کہیں ذرہ برابر انا اور شخص شیخ کی اپنی تعبیر وتشریح میں نمایاں نہیں ہوتا ہے ہضم ذات اور بے نفسی ہر ہر جنبش لب اور جنبش قلم میں نمایاں ہے اور دینی دعوتی تقاضے کے مطابق ان کی ہر تحریر وتقریر بالکل نمایاں رنگ کی بھی حامل ہے۔

دراصل یہی وہ خوبی ہے مشائخ سعودیہ میں شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب سے لے کر امام عصر ابن باز وابن عثیمین تک رحمہم اللہ اجمعین جو کہیں بھی دیگر مشائخ میں زیادہ نمایاں نہیں ہے۔ سلفی علماء جہاں بھی ہوں ان کے اندر یہ خوبی نمایاں رہنی چاہیے اور بڑی حد تک رہتی ہے۔ لیکن غیروں کے ہاں تحریروں میں ہضم ذات مشکل سے ملے گی۔ بات یہ ہے کہ دوسرے تصوف یا تفلسف کے حوالے سے بات کرنے کے عادی ہوتے ہیں اور دونوں میں ادعا اور اظہار ذات لابدی ہے اور سلفیت میں ادعا اور اظہار ذات کی گنجائش نہیں یہاں دین کی خاطر خود کو فنا کرنا پڑتا ہے متند اور معتبر سلفی علماء اکثر اپنی دینی تحریروں میں اظہار ذات اور حب الظھور کے مظاہرے سے بچتے ہیں۔

شیخ کے فتاوی کی دوسری گراں قدر خوبی یہ ہے کہ ان کے فتاوی میں مسائل کو صحیح نوعیت میں پیش کیا جاتا ہے اور مختلف عصور میں مذہبی کھینچ تان اور مسلکی تعصّبات کی بناء پر تاویل باطل کا جو چکر چلا آیا ہے اس سے قطعا احتراز کیا جاتا ہے اس لئے مسائل کو ارشاد الہی اور فرمان نبوی کی روشنی میں بتادیا جاتا ہے۔ اس سے یہ فائدہ ہوتا ہے کہ مسلمانوں کے قلوب واذہان اسوہ رسول سے جڑ جاتے ہیں اور انھیں دینی مسائل منطق فلسفہ کے مسائل نہیں معلوم ہوتے۔ نہ صدیوں کے قیل وقال کے پشتاروں کو انھیں ڈھونا پڑتا ہے۔ اور نہ تعصّبات کی الجھنوں سے انھیں دوچار ہونا پڑتا ہے۔ ہوا یہ ہے کہ دینی مسئلے کی صحیح نوعیت مسلکی ضد بازیوں کی نذر ہوگئی ہے اور مسئلے آسان ہونے کے بجائے مشکل بن گئے ہیں اور ایک صحیح مسئلہ بھانت بھانت کی شکل اختیار کر گیا ہے پھر جبر یہ اسے عوام پر لاد دیا گیا اور اسے فقہ وفقاہت سے جوڑ دیا گیا اور پھر اس کے تحفظ کے لئے مسلکی تعصب اور حزبیت کا پہرہ بٹھا دیا گیا۔ امام عصر کی خوبی یہ ہے کہ انہوں نے دینی مسائل کو وقتی وزمانی حد بندیوں، شخصی فکر وفہم کی چھاپ، اور تقلیدی تعصب اور جبر کے جہنم زار سے باہر نکالا۔ اور ان کو ان کی صحیح نوعیت میں پیش کیا اس سے ان کے تربیتی تعلیمی اور اصلاحی پہلو نمایاں ہوگئے اور انھیں جو نزاعی مسائل کی حیثیت ملی ہوئی تھی ختم ہوگئی۔ پورے عالم میں اس نبوی سلسلے کو پھیلانا اور علماء وعوام میں اس کی ترویج واشاعت کرنا ایک تجدیدی عمل ہے۔ امام عصر نے افتاء سے تجدیدی عمل کا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کام لیا۔اور سارے عالم کے مسلمانوں کو اس سے متاثر کیا اور ان کی اصلاح کی۔

شیخ کے فتاوی کا ایک تیسرا پہلو یہ ہے کہ انہوں نے جدید معاشی سیاسی سماجی...مسائل پر بھی فتاوے دیئے یہ فتاوے بھی اپنی ممتاز نوعیت کے ہیں۔ان کے پڑھنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ ایک قلب مطمئن الحادی نظریات اور مغربی افکار کے دباؤ میں ذرہ برابر نہیں ہے اس نے ان مسائل کو بھی کتاب وسنت کی روشنی میں حل کیا ہے اور دینی واسلامی روح ان کے اندر ہو بدا ہے۔اور نئے سے نئے مسائل کے اندر اس کی پارکھ بصیرت حقیقت کو دیکھ لیتی ہے اور حق کو تلاش کر لیتی ہے۔ اس کی ایمانی قوت کے سامنے سب ڈھیر ہو جاتے ہیں ان کے اوپر نہ کسی کی دانشوری کا دباؤ بنتا ہے نہ کسی ترقی وعروج کی دہائی کا نہ کسی مشرق کا نہ کسی مغرب کا۔ان کا قلب مطمئن کتاب وسنت کے فرامین اور دلائل پر مطمئن ہے اور رضائے الٰہی کے لئے جہد پیہم میں لگا ہے۔مزاج عصر یہ بن گیا ہے کہ نوازل پر لب کشائی دانشوری اور خیال آرائی کے لئے وہ بزم سجی ہے اور وہ بھانت بھانت کی بولیاں ہیں کہ ایک سنجیدہ مسلمان حیرانی میں پڑ جائے۔

امام عصر کا یہ حال تھا کہ جس کام پر وہ لگتے تھے تو ایسا لگتا وہ اس کے امام ہیں۔جب دعوت دین پر گفتگو کرتے تھے اور اس میں انھیں انہماک ہوتا تھا تو ایسا لگتا تھا ہر پہلو سے وہ امام دعوت ہیں اور واقعہ یہ ہے کہ وہ اپنے فتاوی تقاریر تحریر بیانات ردود نقاش اخلاق عمل ہر ایک کے ذریعہ داعی تھے۔اپنی ساری سرگرمیوں سے داعی تھے ان کی اصلی پہچان دعوت سے تھی۔اگر احصاء کیا جائے تو بواسطہ یا بلاواسطہ لاکھوں انسانوں نے ان کی داعیانہ مساعی کے ذریعہ اسلام قبول کیا ہوگا۔رات دن دعوت ان کا شغل شاغل تھا۔شیخ رحمہ اللہ ١٨ گھنٹہ یومیہ کام کرتے تھے اور زندگی میں انہوں نے کبھی چھٹی نہ لی متواتر کام میں جٹے رہے اور اپنی ساری صلاحیت وقت دولت منصب مرجعیت اور حیثیت سب کچھ فروغ دین اور خدمت ملت میں لگا دیا۔

دعوت دین کے لئے امام الہدی فی العصر کے اندر اتنی تڑپ تھی کہ انہوں نے زندگی کا ہر لمحہ جو میسر تھا اسے دعوت دین میں لگا دیا۔مساجد میں محاضرات ایام حج میں توعیہ میں محاضرات۔ عشاء بعد درس،عصر بعد درس،مغرب بعد درس،فجر بعد امہات کتب کے دروس اور اس کی تشریح

وتوضیح،علوم الحدیث کا درس،عقیدے کا درس،قرآن کریم کا درس۔ان منضبط دروس میں باقاعدہ شرکت کرنے والے سینکڑوں لوگ ہوا کرتے تھے اور مختلف میدان ہائے عمل کے ہوا کرتے تھے۔ یہ دروس زندگی میں کبھی نہ بند ہوئے۔ہر جگہ یہ سلسلہ جاری رہا۔

دعوت وتبلیغ میں انہماک کا یہ عالم کہ جب بھی جہاں بھی موقع ملا یہ سلسلہ جاری ہو گیا۔ٹیلیفون کے ذریعے لوگ سوال پوچھ رہے ہے جواب مل رہا ہے کئی کئی ٹیلیفون کام کر رہے ہیں۔مرد بھی پوچھ رہے ہیں،عورتیں بھی پوچھ رہی ہیں۔جوان بھی اور بوڑھے بھی۔شہر سے بھی سوال آ رہے ہیں اور ملک وبیرون ملک سے بھی،اور محفل میں حاضر لوگ بھی سوال پوچھ رہے ہیں۔خطوط کے جوابات بھی لکھائے جا رہے ہیں۔اور لوگوں کی طلب پر سفارشی خطوط بھی تیار ہو رہے ہیں۔تزکیہ وتوصیہ بھی دیا جا رہا ہے۔اور اگر بیچ میں موقع مل گیا تو مراجع اسلامیہ کا مطالعہ ہو رہا ہے۔

خلق الٰہی کی ہدایت کے لئے وہ تڑپ،احیاء دین اور اماتت بدعت کے لئے وہ لگن،ملحدوں گمراہوں اور منکرین حق کی اصلاح کی وہ خواہش کہ پائے ثبات میں لغزش کے بغیر ہمت وحوصلہ میں سستی آئے بغیر ہمہ آن رواں دواں۔کیا فولادی حوصلہ تھا امام عصر کا اور کیا عزیمت تھی ان کے اندر۔کہیں بھی گمراہی پھیلے،انسان پر بلا آئے،دین کے خلاف گفتگو ہو امام عصر بے تاب،اس کا نوٹس۔دعوت کا ایک بڑا ذریعہ شیخ نے مراسلت کو بنا رکھا تھا اور اس سے متعدد کام لیتے تھے انہوں نے حکمرانوں کو خطوط لکھے،اور ان کی لغزشوں پر انھیں ٹوکا اور راہ حق پر آنے کی انھیں تلقین کی تونس کے صدر جیب بورقیبہ،قذافی خمینی،صدام وغیرہم کو انہوں نے راہ راست پر لانے کی کوشش کی،اور بہت سے امراء حکمرانوں کو ملک میں اسلام کے نفاذ کے لئے لکھا۔بعض ظالم غیر مسلم حکمرانوں کو سرکشی سے باز رہنے کو کہا اور مسلمانوں کو ستانے سے روکا،اسلامی تنظیمات کے ذمہ داروں کو خطوط کے ذریعہ رہنمائی کی۔پریشانیوں میں ان کی دلبستگی کی اداروں کے ذمہ داروں کو دعائیں دیں اور دین کی ترقی کے لئے کوشش کرنے کو کہا۔کامیابی پر انھیں مبارک باد دی۔منکرات پر اخبارات مجلّات اور ٹی وی پر بیان اور روزمرہ کا معمول۔

شیخ نے حاجت مندوں کی حاجت برآری کے لئے سفارش کو ایک اہم ذریعہ بنایا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

انہوں نے سفارشی خطوط مختلف جہات میں لکھے یونیورسٹیوں کالجوں اداروں سے لے کر مدیروں اور ذمہ داروں کو سفارشی خطوط لکھے۔ ملک سے لے کر امراء تک سفارشی خطوط لکھے، مختلف وزارتوں سے لے کر مختلف سکریٹریٹ تک سفارشی خطوط لکھے، نجی طور پر اصحاب ثروت اور ذی وجاہت لوگوں کو سفارشی خطوط لکھے۔ نہ حاجت مندوں کی کمی، نہ سفارشی خطوط کی، روزانہ حاجت مندوں کا جمگھٹا اور روزانہ سفارشی خطوط کا صدور، دل کو مسرت یہ ملتی کہ ضرورت مند کا کام بن جائے۔ اس کی پروانہیں کہ سفارشی خطوط کی کثرت پر لوگ کیا کہیں گے۔ اور بے نفس اپنے ذات کے لئے کہاں کام کرتا ہے وہ تو چاہتا ہے بس دوسرے کا بھلا ہو جائے۔ ان سفارشی خطوط نے لاکھوں انسانوں کا بھلا کیا ہوگا۔ اکثر بڑے لوگ اس کو زحمت تصور کرتے ہیں اور اگر کبھی مجبور ہوں تو بڑے ہیص بیص کے ساتھ یہ کام کرتے ہیں۔ امام عصر کے سفارشی خطوط کا لب ولہجہ ہمدردی کا ہوتا سائل ومسئول کے حق میں دعائیں ونصیحت ہوتی تھی اور حاجت مند کی حاجت کا تذکرہ اور حاجت پورا کرنے والے کے لئے اجر وثواب کا ذکر۔ خطوط کو پڑھ کر مشفوع کے اندر اسلامی حمیت جاگ جانا طے تھا اور شیخ کی وقعت بھی اس پر واضح ہو جاتی۔ ان خطوط کا ہمیشہ یکساں اثر نہیں ہوتا نہ اس کا امکان ہے لیکن عموما سفارش اپنا کام کر جاتی۔

شیخ زندگی بھر غریبوں اور محتاجوں کے لئے تڑپتے رہے اور ان کے لئے ہر ممکن انتظام کرتے رہے۔ حکومت نے انھیں جو بجٹ دے رکھا تھا، یا جو اپنے جیب سے خرچ کرتے تھے اس سے کہیں زیادہ ان کے محبین شیخ کے مشروعات میں رقمیں جمع کرتے تھے اور شیخ کے پاس بیواؤں، یتیموں کے لئے پروجیکٹ تھا غریبوں حاجت مندوں کے لئے پروجیکٹ تھا، تعمیر مساجد، مدارس مراکز اور اداروں کے لئے بجٹ تھا طباعت کتب وتقسیم کتب کے لئے بجٹ تھا، مجاہدین کے لئے بجٹ تھا اور حکومت کے متعین کردہ تبرعات جمع کرنے والے لجان کے ساتھ تعاون تھا فتوؤں سے مشوروں سے اپیلوں سے منکوبین وحوادث کے شکار لوگوں کے لئے بجٹ تھا، نوجوان جو شادی نہیں کر سکتے تھے ان کے تعاون کے لئے بجٹ تھا۔ مقروض ومسافر کے لئے بجٹ تھا۔ دعوت وتبلیغ کے لئے تعلیم کے لئے علماء اور طلباء کے لئے بجٹ تھا۔ نومسلموں کے لئے مشروع تھا

غرضیکہ مسلم سماج ومعاشرہ میں احتیاج، پریشانی، الجھن، مصیبت، جبر، تعلیمی ترقی، دینی فروغ، اکرام علماء وطلباء وغیرہ کے مدوں میں جو جائز شکلیں ہو سکتی تھیں تعاون حاصل کرنے کی اور جو جائز شکلیں ہو سکتی تھیں تعاون دینے کی ان تمام صورتوں میں شیخ نے معاونت کی اور دل کھول کر کی۔ للہ فی اللہ کی دلی مسرت کے ساتھ، اور رضائے الہی کے لئے۔

شیخ کے اس طریقہ کار کو دیکھ کر گلف میں خدمت دین، خدمت علم اور خدمت خلق کا ایسا ماحول بنا کہ ہر صاحب حیثیت نے کچھ نہ کچھ کرنے کا مزاج بنا لیا اور بہت سے ادارے بھی وجود میں گئے اور ان سارے کاموں کی انجام دہی کے خواہش مند ہوئے جو شیخ ابن باز کرتے تھے۔ ایک عام تنخواہ دار بھی خواہش مند ہوتا ہے کہ غریب ممالک میں کوئی مسجد بنوادے اور اس کے حق میں صدقہ جاریہ کا انتظام ہو جائے۔

شیخ نے خلق الہی کے تعاون میں وہ کارنامے انجام دیئے ہیں اور عالمی پیمانے پر کہ اس سے پہلے مسلم تاریخ میں اس کی مثال مشکل ہے دنیا کے ہر کونے میں شیخ کا علمی ومالی فیض پہنچا۔ خود ہندوستان کی مثال سامنے رکھیں۔ یہاں جماعت اسلامی، تبلیغی جماعت دیوبندی ندوی اور اہل حدیث ادارے اور علماء جن کا تعلق باہر سے بن گیا سب بلاواسطہ یا بالواسطہ شیخ ابن باز کے فیض سے بہرہ یاب ہیں۔ اس پر قیاس کر لیجئے دوسرے ملکوں کو اور اگر دیکھا جائے تو برصغیر کے سوا دیگر ممالک میں علی الاطلاق تمام مسلمانوں نے ان کا فیض حاصل کیا ہے۔ علمی بھی اور تعاونی بھی۔

پوری زندگی میں امام عصر کی علمی دعوتی اور تعلیمی رفاہی کارکردگی کتنی ہے اسے کوئی ریکارڈ نہیں کر سکتا ہے اگر ایک ٹیم مل کر آپ کے فیوض ماثر اور کارناموں کو جمع کرنا چاہے تو اس کے بس کی بات نہیں۔ اگر کوئی شیخ کی روزمرہ کارکردگی کے ایک مہینہ کا ریکارڈ بنانا چاہے تو وہ بھی مجلدات میں آئے گا۔ مثلا اگر شیخ نے روزانہ سو آدمیوں کا کام نمٹایا ہے ۲۰ آدمیوں نے آپ کے دستر خوان پر بیٹھنے کا شرف حاصل کیا ہے ۵۰ لوگوں نے آپ سے فتوی پوچھا ہے ۵۰ آدمیوں نے آپ سے ملاقات کی ہے ۴ گھنٹہ آپ نے پڑھایا اور درس دیا ہے مہینے میں کئی محاضرات دیئے ہیں۔ معمول کے مطابق اپنا آفس ورک کیا ہے تو ان روزمرہ کے اوسط کے کاموں کا ایک ماہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

رکا ریکارڈ کیا ہوگا۔حسب ضرورت تفصیل میں جائیں توان کا مجموعی ضخمہ کافی بڑا ہوگا۔شیخ کے کاموں اور سخاوت کی ہزاروں نہیں لاکھوں مثالیں ہیں چندایک ملاحظہ کریں۔ مکے میں ایک بیوہ بے گھر تھیں۔انہوں نے مام عصر سے گذارش کی کہ ان کے لئے گھر مہیا کردیا جائے شیخ نے ان کے لئے تین لاکھ ریال کا ایک گھر خرید دیا۔ پھرانہوں نے فرمایا کہ ان کے پاس کوئی ذریعہ آمدنی نہیں ہے۔شیخ نے ان کے لئے ایک ہزار ریال ماہانہ وظیفہ جاری کردیا۔

شرق بعید سے ایک مولوی صاحب کو پچاس ہزار ریال ان کی جمعیت کے لئے ملے صحیح یا غلط انہوں نے یہ باور کرایا کہ حرم میں ان کا بیگ گم ہوگیا اور ساتھ ہی مبلغ بھی چلا گیا۔شیخ نے پھر دوسرے مساوی مبلغ کا آرڈر کردیا۔مولوی صاحب نے دوسری بار یہ باور کرایا کہ وہ بھی راستے میں ٹرین میں گم ہوگیا۔

فلپائن کی ایک مسلم خاتون نے فریاد کی کہ عیسائیوں نے ان کے شوہر کو کنویں میں پھینک دیا وہ اللہ کو پیارے ہوگئے اب اس کی اور اس کے بچوں کی کفالت کا کوئی ذریعہ نہیں۔شیخ نے اپنے ادارے کو تعاون کے لئے لکھا جواب آیا ایسے تعاون کا ادارے میں کوئی خانہ نہیں ہے حکم ہوا ۱۰ ہزار ریال ادھار دیدیا جائے اور میری تنخواہ سے وضع کرلیا جائے دس ہزار ریال فلپائن کی مسلم خاتون کو بھیج دیئے گئے۔

افریقہ کے پچھڑے دور دراز علاقوں میں بھی غریب محتاج کو شیخ یاد آتے ہیں اور اسے بھی مسلسل تعاون مل رہا ہے۔اور بعض عربی وفود نے جب ان علاقوں کا دورہ کیا تو کسی بوڑھی خاتون نے شیخ کا حال چال پوچھا؟ اور شیخ کو سلام بھیجا؟ ان سے پوچھا گیا تمہیں شیخ کے متعلق کیسے معلوم ہوا جواب تھا۔شیخ کا تعاون اسے برابر مل رہا ہے۔

امام عصر نے نہ گھر بنایا نہ دولت جمع کی نہ سرمایہ اکٹھا کیا۔نہ اس کے متعلق سوچا ہی جو ملا اللہ کی راہ میں لٹادیا۔تنخواہ ملی اسے اپنے اوپر اور بچوں پر سادگی سے خرچ کیا، بقیہ غریبوں محتاجوں اور مہمانوں پر خرچ کردیا۔ اور کبھی تنخواہ سے روزمرہ ضرورت پوری نہ ہوئی تو ادھار لے لیا۔ محتاجوں کی حاجت پوری کرنے کے لئے پاس کچھ نہ رہا تو مقروض ہوگئے۔

امام عصر، زہد، حب فی اللہ، دین کے لئے فدائیت، خدمت خلق میں یکہ تازی تواضع حلم اور تناصح میں اس مقام ارفع پر فائز تھے جہاں خال خال محبوبان الٰہی پہنچ سکتے ہیں۔اس مقام ارفع پر پہنچنے کے بعد ایسے لوگوں کو کائنات میں محبوبیت حاصل ہوجاتی ہے۔امام عصر کو محبوبیت حاصل تھی۔سلطان امیر غریب وزیر سفیر پروفیسر طالب علم تاجر بیوروکریٹ مرد عورت سب کے پیارے تھے اور ساری دنیا میں پیارے تھے۔شیخ کے انتقال کے موقع پر ہر میدان کار اور ہر طبقے اور ہر جنس اور دنیا کے ہر خطے سے جو تاثرات و بیانات آئے ہیں ان سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ لوگوں کے دلوں میں بستے تھے۔چند باتوں میں سب متفق ہیں۔ وہ وقت کے سب سے بڑے زاہد تھے سب سے بڑے حلیم و متواضع تھے سب کے لئے باپ کا درجہ رکھتے تھے۔سب سے بڑے مفتی فقیہ اور عالم تھے دنیا میں سب سے بڑی شخصیت تھے۔بیسویں صدی کے نصف اخیر اور پندرہویں صدی کے ربع اول میں ان جیسا دنیا میں کوئی نہیں تھا سب سے بڑے فیاض مہمان نواز اور ہمدرد خلائق تھے۔

امام عصر علماء طلباء اور حاجت مندوں کے لئے محبت شفقت اور ہمدردی کا منبع تھے اور لوگ ان کے لئے محبت کا بے پناہ جذبہ رکھتے تھے۔آدمی جتنا اپنی ماں باپ سے جذباتی محبت رکھتا ہے لوگ اس سے بڑھ کر امام عصر سے محبت رکھتے تھے اور شیخ نے زندگی بھر لوگوں کے لئے اپنے دل کو کھلا رکھا اپنے در کو کھلا رکھا اور اپنا بازو پھیلا رکھا۔دنیا سے آئے ہر قسم اور ہر طبقے کے لوگوں کو گلے لگایا کبھی نہ ہٹو بچو کا ماحول رکھا، نہ کسی کو اجازت تھی کہ کسی آنے جانے والے کے لئے کوئی منفی رویہ اپنائے۔ایک بار کوئی مصری طالب علم شیخ کے یہاں چار ماہ ٹھہرا رہا طباخ نے اس سے پوچھ لیا، اتنے دن سے تم کیوں یہاں ٹھہرے ہوئے ہو شیخ کو پتہ چلا، شیخ نے طباخ کو نکال دیا۔شیخ نے شدت سے محسوس کیا کہ اس طالب علم کی توہین ہوئی ہے۔آج کے ڈھیٹ بے وفا اور بے مروت ماحول میں کوئی کسی کو گنتا نہیں۔ایسے ماحول میں شیخ کے لئے جذبہ محبت اور جذبہ احترام میں سماحۃ والدنا کا خطاب عظیم معنی رکھتا ہے۔ ماحول یہ تھا کہ آدمی شوق سے آئے اور خوش ہوکر جائے اور ہر ایک کو یکساں محبت ملے، یکساں توجہ ملے اور ہر ایک کے ساتھ یکساں سلوک ہو۔امام عصر کی محفل سے کوئی یہ درد لے کر نہ جائے کہ مجھے حقیر گردانا گیا یا مجھے دوسرے تیسرے درجے پر رکھا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

گیا۔ چاہنے والے ہردم شیخ کوگھیرے ہوئے، مسجد میں ہیں گھیرے میں۔ مسجد کے دروازے پر گھیرے میں، جوتا پہن رہے ہیں مخلصین گھیرے ہوئے ہیں، گاڑی میں بیٹھ رہے ہیں چاہنے والے دونوں طرف گھیرے ہوئے ہیں گاڑی چلنے کوتیار ہے لوگوں کا جماؤڑا ختم نہیں ہوتا۔ ہرایک اپنے شفیق باپ سے عرض کررہا ہے پوچھ رہا ہے فریاد کررہا ہے اپنی حاجت پیش کررہا ہے سب کی سنی جارہی ہے۔ سب کی طلب پوری ہورہی ہے۔ گھر میں ہیں آفس میں ہیں تب بھی بھیڑ۔ بیٹے باپ سے التجائیں کررہے ہیں اوران کی التجائیں پوری ہورہی ہیں۔ امام عصر جہاں بھی جائیں ہرجگہ فداکاروں کی بھیڑ۔ وہ شفقت وہ ہمدردی وہ تڑپ کہ سارے عالم میں مسلمانوں کے لئے ان کی شبیہ باپ کی بن گئی تھی۔ سارے امراء بھی والدنا المفضال کہتے ہیں وزراء بھی کہتے ہیں طلباء بھی کہتے ہیں پروفیسر بھی کہتے ہیں اور بیوروکریٹ بھی کہتے ہیں۔ خواتین بھی کہتی ہیں اورمرد بھی کہتے ہیں۔ اورخادم الحرمین بھی کہتے ہیں۔

آدمی جب بے پناہ ہوجاتا ہے اوراس کی محبتیں بے پناہ ہوجاتی ہیں اوراس کی زندگی کا ہرلمحہ خشیت عبودیت خدمت دین اورخدمت خلق میں گذرنے لگتا ہے رات دن اسے اشاعت دین کی فکرستاتی رہتی ہے اورغم امت میں تڑپتا رہتا ہے تب وہ پوری امت کے لئے فادرلی فیگر بن جاتا ہے کافروں کی چالوزبان میں نہیں۔ حقیقی زبان اورمفہوم میں۔ شیخ نے اپنی بے پناہ ہمدردی شفقت اپنائیت حلم اورتواضع کے ذریعہ لوگوں کے لئے باپ ہونے کا ثبوت دیااورلوگ بے جھجک کہنے لگے والدنا سماحۃ والدنا والدنا المفضال۔ امام عصر کی مقبولیت کا یہ عالم تھا کہ مسلم عوام میں یا تنظیمات میں اختلاف ہوتا یا شخصی طور پر کسی کے اندر کسی مسئلے میں تعنت ہوتا اورشیخ کی رائے آجاتی تولوگ اپنی رائے سے تنازل اختیار کرلیتے اورشیخ کی بات مان لیتے۔ اگر کسی جگہ کئی آراء ہوں توشیخ کی رائے پر سب متفق ہوجاتے۔ لوگ اختلافات سے پریشان ہوتے توشیخ کی طرف رجوع کرتے۔ شیخ کا مشورہ اطمینان قلب کا باعث بن جاتا۔ شیخ کافتوی لوگوں کے لئے ہدایت کا سامان ہوتا۔

امام عصر کوسارے عالم میں مقبولیت اورمحبوبیت حاصل تھی شیخ کے ایک کارکن کا بیان ہے انہوں نے یورپ کا دورہ کیا کسی یورپی ملک میں لوگوں نے ان سے مطالبہ کیا شیخ ابن باز کے

حالات بیان کیجئے انہوں نے شیخ کا حال بیان کرنا شروع کیا تھوڑی دیر بعد یہ منظر تھا کہ لوگ بلند آواز سے رورہے ہیں اورآنکھوں سے آنسو جاری ہیں۔

شیخ نے نہایت مشغول زندگی گذاری۔ کبھی زندگی میں اپنا وقت ضائع نہیں کیا۔ شیخ کے روز مرہ معمولات یہ تھے کہ فجر کی نماز سے ایک گھنٹہ قبل اٹھتے تھے تہجد کی نماز ادا کرتے تھے وقت پر فجر کی نماز ادا کرتے تھے ذکرواذکار کے بعد ۲ گھنٹہ امہات کتب کا درس دیتے تھے۔ یہ دروس مستقبل تعلیم وتدریس کی صورت میں ہوتے تھے اورایک طرح سے امہات کتب نصاب میں ہوتی تھیں جن میں تفسیر حدیث فقہ اصول فقہ وغیرہ شامل تھے۔ اس میں مستقلا لوگ سینکڑوں کی تعداد میں شریک ہوتے تھے اوراتنے استقلال کے ساتھ دروس ہوتے تھے کہ بشری مجبوریوں اورانتہائی اضطرار میں شاذونادر ناغہ ہوتا تھا۔ ان دروس میں زندگی کے ہرمیدان کے لوگ شریک ہوتے تھے اورجمعرات یعنی ہفتے کی چھٹی میں ان دروس کا دورانیہ تین چار گھنٹے کا ہوتا تھا اورپانچ کتابوں سے زیادہ کا درس ہوتا۔ سورج طلوع ہونے کے بعد نفل کی چند رکعتیں پڑھنے کے بعد شیخ گھرآتے ذکرواذکار ہردم لب پر جاری۔ گاڑی میں بھی چلتے پھرتے سوال جواب کا سلسلہ جاری رہتا۔ گھر پہنچتے مہمانوں کے ساتھ ناشتہ کرتے اور دفتر چلے جائے۔ وہاں دنیا بھر سے آئے ہوئے استفتاءات، استفسارات حوائج اورطلبات کا جواب لکھواتے لوگوں کی ضروریات کی تکمیل کرتے لوگوں کے مسائل حل کرتے۔ اورآئے ہوئے لوگوں سے ملتے اوران کی ضروریات سنتے اسلام قبول کرنے والوں کوکلمہ پڑھاتے اوردین کی تشریح کرتے۔ اللجنۃ الدائمۃ للافتاء کی میٹنگوں کی صدارت کرتے۔ وفود سے ملاقات کرتے۔ ۲ بجے کے بعد آفس سے گھرآتے، گھر پرایک بھیڑ ہوتی ان کا استقبال کرتے چائے قہوی اورکھجور کا دور چلتا عود کی خوشبو سے حاضرین کومعطر کیا جاتا۔ دنیا کے ہرخطے سے آئے ہوئے لوگوں کے حالات سنتے۔ مراکز مدارس تنظیمات کی سرگرمیوں کا حال معلوم کرتے ان کے اہل وعیال صحت معاش کے متعلق پوچھتے حسب حال ہرایک کے کام آتے دودو محرر لکھتے جاتے انھیں املا کرتے اوردودو ٹیلیفون کی گھٹیاں بجتیں ان کے جوابات بھی دیئے جاتے۔ خواتین بھی حاضر ہوتیں ان کے مسائل حل ہوتے۔ دوپہر کا کھانا حاضر ہوتا شیخ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سب کو کھانے پر بلاتے اور باصرار لوگوں کو کھلاتے جس قدر لوگ زیادہ ہوتے اسی کے بقدر خوش ہوتے اور اہل کاروں کو خصوصی ہدایت ہوتی کہ کسی کمی کی شکایت نہ ہونے پائے۔ کھانے سے فارغ ہونے کے بعد اہل کاروں سے پوچھتے برتن کی کمی تو نہیں ہوئی، کھانے میں کمی تو نہیں ہوئی۔ لوگوں کے ساتھ یکساں سلوک ہوتا، کھانے اور بیٹھنے میں کسی کے لئے کوئی امتیاز نہ ہوتا جس کو جہاں ملے ایک طبق میں گروپ کی حیثیت سے کھانا کھائیں اور ایک بڑے کٹورے سے سب پانی پئیں۔ بسا اوقات وزیر کے ساتھ ایک مزدور کھاتا اور ایک عالم کے ساتھ ایک جاہل لیکن سب وقار اور ادب کے ساتھ کھانے سے فارغ ہوتے۔ اور اگر روزے سے ہوتے تو دوسروں کو کھلاتے خود معذرت کر لیتے پھر عصر کا وقت ہوتا اور نماز پڑھنے کے لئے مسجد چلے جاتے۔ نماز بعد مختصر درس دیتے حدیث یا عقیدے پر۔

عصر بعد گھر تشریف لے جاتے اور تھوڑی دیر آرام کرتے مغرب کی اذان ہوتی نماز ادا کرتے درس دیتے اور اپنی مجلس میں آجاتے اور اپنے معمولات میں لگ جاتے وفود، حاجت مندوں، طلباء اور علماء کا جمگھٹا، ملنے والوں، سلام کے لئے آنے والوں کی بھیڑ، سفارش کے طلب گاروں کا جمگھٹا ملتے ملاتے، مسائل حل کرتے عشاء کا وقت ہو جاتا، عشاء کی نماز ادا ہوتی، عموماً شیخ اپنی مجلس میں آتے اور پھر وہی بھیڑ اور مسائل کا اژدہام انھیں نمٹاتے۔ پھر مہمانوں کے ساتھ کھانا کھاتے۔ پھر شیخ کے اوقات طے ہوتے۔ اللجنۃ الدائمۃ للافتاء اور دوسرے لجان کے لئے۔ شیخ ان کے ساتھ لگ جاتے عشاء بعد شیخ کے اوقات طے ہوتے میڈیا کے لئے پروگرام ریکارڈ کرانے کے لئے۔ اور اہم شخصیات سے ملاقات کرنے کے لئے اسی طرح بعض اہم معاشرتی مسائل اور نزاعات کو حل کرنے کے لئے۔ شیخ تین گھنٹے عشاء بعد کام کرتے اس کے بعد زنان خانے میں تشریف لے جاتے اور اہل وعیال سے ملتے اور پھر راحت کے لئے بستر پر تشریف لے جاتے، یہ شیخ کا روزمرہ کا معمول تھا۔ عشاء بعد ہفتے کی تعطیل میں ریاض کی جامع کبیر میں محاضرات دینے اور صدارت کرنے تشریف لے جاتے یا اگر مدعو ہوتے تو دوست احباب کے گھر جاتے یا شادی کی تقریب میں شریک ہوتے لیکن ایسا کبھی ہوتا۔ اور احباب

اور محبین کا جی رکھنے کے لئے ہوتا، طبعاً ایسی دعوت ان کے کام میں حارج ہوتی۔

جمعرات کے دن دروس اور تعلیم وتربیت کا کام بڑھ جاتا۔ یہ معمول سفر حضر ہر جگہ تقریباً جاری رہتا اس میں تبدیلی نہ آتی۔ شیخ ادارات البحوث العلمیۃ والافتاء والدعوۃ والارشاد کے تحت جو کام کرتے تھے اور عالمی طور پر دعوتی تعلیمی رفاہی کام کرتے تھے شیخ نے ان کاموں کی بنیاد رکھ دی۔ بعد میں جب حجم بڑھ گیا تو انھیں کاموں کو بڑے پیمانے پر انجام دینے کے لئے وزارۃ الشئون الاسلامیۃ، ہیئۃ الاغاثۃ العالمیۃ، منظمۃ الدعوۃ العالمیۃ، مجمع الملک فہد لطباعۃ القرآن الکریم، المجلس الاعلی للمساجد، مجمع الفقہ الاسلامی وغیرہ ادارے وجود میں آئے لیکن اگر غور سے دیکھا جائے تو ان کے وجود میں آنے کی راہ شیخ ہی سے ملی اور یہ حکمرانوں کے اخلاص اور ژرف نگاہی اور شوق وجذبے کی بات ہے کہ انہوں نے شیخ کے کاموں میں تعاون دیا اور انھیں ہر طرح کی سہولت دی کہ عظیم کارنامے انجام دیں اور ساتھ ہی ان کی دکھلائی راہ پر وہ چلے بھی۔ یا ان سے انھیں حوصلہ اور جذبہ ملا دیگر تفصیلات مخلصین اور اصحاب الرائے کے ذریعہ طے ہوئیں۔

شیخ نے تواضع کا وہ اعلی معیار قائم کیا تھا کہ ان کا ساتھ دینے کے لئے بڑے بڑے کو پسینہ آجائے۔ شیخ کی عالمی شخصیت تھی، دنیا کے ہر خطے سے اور ہر طبقے کے لوگ آپ سے ملنے آتے تھے۔ ملک سے لے کر وزیر سفیر تک اور علماء سے لے کر عوام تک لیکن کبھی شیخ کے دروازے پر دربان نہیں رہا نہ کسی کو ملنے پر پابندی تھی، نہ مریدوں کا جتھا متعین تھا کہ ہٹو بچو کرتا اور نخرے دکھلاتا، نہ آپ کی شخصیت کے کم وکیف کو مبالغہ آرائی کے ساتھ بتانے کے لئے عقیدت مند اپنے طور پر مقرر تھے۔ کسی کو ان جعلسازیوں کا تانا بانا بننے کی جرأت نہ تھی۔ نہ بگار میں لگنے والے خدام کا لشکر تھا کہ شیخ کو چھوئی موئی بنائے رکھیں جیسا کہ تصوف زدہ معمولی معمولی مشائخ اور مرشدوں کی دکانوں میں ہوتا ہے۔ شیخ کا دل بھی کھلا تھا دروازہ بھی کھلا اور ہاتھ بھی کھلا تھا۔ لوگ آتے تھے اور مستفید ہو کر جاتے تھے۔ ہر ایک اکثر توقع سے انھیں اونچا پاتا تھا۔ محبت بھی پاتا تھا۔ احترام انسانیت بھی پاتا تھا اور برتاؤ میں یکسانیت ومساوات بھی۔ بات چیت نشست وبرخاست، خورد ونوش توجہ والتفات ہر ایک میں یکسانیت اور مجلس ذکر الٰہی سے معطر۔ نہ کسی کی غیبت وہجو۔ نہ اس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی اجازت وقار واعتبار کا بول بالا۔

شیخ نے ہر حرکت ونشاط میں ایسا اسلامی وقار قائم کر رکھا تھا اور لوگوں پر ایسی شفقتیں تھیں کہ محسوس کرتے تھے کہ ان پر شفقت پدری کا سایہ ہے کبھی کسی نے کسی شے میں رعونت کا ادنی شائبہ بھی نہ دیکھا نہ محسوس کیا۔ دراصل یہی اصل تواضع ہے جس کو دیکھ کر لوگ شیخ کے گرویدہ ہو جاتے تھے اور یہ تواضع مظہر تھا شیخ کے تقوی اخلاص اتباع سنت اور ہمدردی خلائق کا۔ تواضع ذہن ودماغ حرکت وعمل سے اس وقت عکس ریز ہوتا ہے اور اس کی خنکی اور تابانی اس وقت محسوس ہوتی ہے جب انسان کا باطن مجلی ومصفی ہو اور اس کے اندر محبت الٰہی اور محبت رسول بھر چکی ہو اور انسان کا شعور تعبدی کامل ہو چکا ہو۔ اور انسان تقوی اخلاص توکل خوف ورجا اور اطاعت پذیری میں اس مقام بلند پر پہنچ گیا ہو جہاں انسان اپنی ذات سے اوپر اٹھ جاتا ہے اور ہمہ آن تضحیہ وقربانی کے لئے تیار رہتا ہے۔

شیخ نے اپنے تواضع سے دلوں پر حکومت کی، ساری دنیا کے لئے پرکشش بن گئے۔ شیخ کا تواضع اتنا مضبوط اور توانا تھا کہ مخالفوں کے ہتھیار کند ہو گئے منافقین ہاتھ ملتے رہ گئے، حساد تڑپتے رہے۔ اللہ تعالی نے شیخ کو حلم وتانی اور تواضع خصوصی طور پر بطور انعام دیا تھا تاکہ فتنوں بھری دنیا میں ان سے اپنا بچاؤ کر سکیں۔ لوگوں کا اعتبار حاصل رہے۔ اور خدمت دین اور خدمت خلق تسلسل کے ساتھ ہوتی رہے۔ ان کی راہ میں رکاوٹ نہ ہو شیخ حالات واقعات اور احداث کا محور تھے ساری دنیا میں مسلمانوں پر جو بیتتی تھی اور اسلام کے خلاف جو سازشیں ہوتی تھیں شیخ سب سے باخبر تھے اور بچاؤ کی تدبیریں بھی سب سے زیادہ اور سب سے پہلے وہی کرتے تھے۔ ولی الأمر سے بھی قریب تھے، علماء امراء حکام بھی آپ کے قریب تھے۔ منکرات وسیئات کے خلاف بولتے اور لکھتے بھی تھے۔ باطل پرستوں کی تردید بھی کرتے تھے۔ ایسے ماحول میں کیسے کیسے مخالفین حساد اور منافقین پیدا ہو سکتے تھے واضح ہے لیکن شیخ کے تواضع، وقار حلم اور تدبر نے کبھی ایسا ماحول بننے ہی نہ دیا کہ ایسے ظاہر ہو سکیں اور ڈنک مار سکیں ایسے لوگ اگر اور کچھ رہے بھی ہوں تو انھیں اس عظمت کے ہمالیہ کے سامنے حرکت ونشاط میں آنے کی جرأت نہ ہوئی۔ تواضع کی عظمت اور وقار کی ہیبت

دیکھئے کہ مخالفت کو پھولنے پھلنے کا موقع ہی نہ ملا۔ تمام تر جھمیلوں کے باوجود شیخ اس دنیا سے ایسے گئے کہ ساری دنیا چلا اٹھی کہ اپنے زمانے میں ہر خیر کے امام تھے۔ فتنوں بھری دنیا میں ولی الأمر کے قریب اور ہزاروں جھمیلے، مگر طہارت وتقوی کے دامن پر ایک داغ بھی نہیں، ایک طویل عمر لیکن کہیں جھول نہیں، کہیں حور بعد الکور نہیں محبوبیت مقبولیت مرجعیت کا قافلہ ساتھ ساتھ اور جب دنیا سے کوچ کیا تو کروڑوں انسان اس کی امامت کے گواہ اور اس کی جدائی پر آنکھیں نم۔ اور بارگاہ الٰہی میں اس کی مغفرت کے لئے دست بدعا کئی صدیوں میں کیا کسی نے ایسا دیکھا پڑھا یا سنا ہوگا۔

ایک کامل مسلمان کی تمام تر خوبیاں شیخ ابن باز میں تھیں۔ علم عمل کردار اخلاق خدمت دین اور خدمت خلق کی خوبیوں کا ایک انسان جس امکانی حد تک مالک ہو سکتا ہے وہ خوبیاں شیخ ابن باز کو حاصل تھیں۔

آج کے معاشرے میں دینی خوبیاں اور کمالات اجنبی اور غیر مانوس بن جاتی ہیں معاشرے میں پنپنے کے لئے اور اپنی جھولی بھرنے کے لئے لوگ تلون مزاجی اختیار کر لیتے ہیں کم حوصلگی انھیں دین کا لبادہ پہنا دیتی ہے اور مفاد پرستی نفاق سکھلا دیتی ہے اور اس طرح لوگ سمجھتے ہیں دین دنیا دونوں بن گئی یہی اس وقت دینی قیادتوں کی پہچان بنی جا رہی ہے۔ ڈھیلے ڈھالے عقیدے اور غلط عقائد وتصورات نے بھی ایسے تلون مزاجوں کو سہارا دیا ہے کہ وہ اپنی دورخی روش پر قائم رہیں اور مسلم سماج میں مغربی الحاد افکار تصورات اس طرح نتیجہ خیز بن گئے ہیں کہ مادیت کا ہی ہر طرف بول بالا ہے اور اذہان وقلوب پر اس کا بری طرح یلغار ہے۔ مگر شیخ ابن باز امام البانی اور ان کے طریقہ پر چلنے والے جہاں اور جس جگہ ہیں دینی خوبیوں اور کمالات کو وجہ امتیاز بنائے رہے، ان کی پوری زندگی دین کے محور پر گھومتی رہی افسوس تو اس کا ہے کہ شیخین سے وابستگی کے بہت سے دعویداروں کے پاس شیخی کم ظرفی اور چھل کپٹ کے سوا کچھ نہیں ہے ان کا نام آنے پر مگر مچھ کے آنسو بہا سکتے ہیں مگر کردار نہایت افسوسناک رکھتے ہیں۔

شیخ انتہائی رقیق القلب آدمی تھے۔ رقت قلب انسان کی سب سے بڑی دولت ہے۔ رقیق القلب انسان یاد الٰہی پر روپڑتا ہے عذاب الٰہی پر روپڑتا ہے اپنی گناہوں پر روتا ہے جذبہ محبت

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

میں روتا ہے نیکیوں کو یاد کر کے روتا ہے انسان کی تکلیف پر روتا ہے۔شیخ کی رقت قلب کا مشاہدہ لوگوں نے روز کیا ہے دروس میں اکثر شیخ رو دیتے تھے۔جب آدمی رقیق القلب ہو اور رقت قلب اس کی خوبی بن جائے تو وہ اذیت پسند، ڈھٹیٹ بہروپیا، کنیہ پرور اور منافق نہیں رہ سکتا، جب رقت قلب اس کی پہچان بن جاتی ہے تو اس کی ہمدردی مناصحت درمندی اور دلسوزی کا مظہر بن جاتی ہے رقیق القلب انسان صحت مند فکر وخیال اور صحت مند کردار کا مالک ہوتا ہے۔

اکثر ایسا ہوا ہے کہ وعید کا ذکر آیا ہے شیخ رو پڑے، صحابہ کے فاقہ کا ذکر آیا شیخ رو پڑے نبی کریم ﷺ پر آنے والی مشکلات کا ذکر آیا شیخ رو پڑے، ترغیب وترہیب کی بات آئی شیخ رو پڑے اسلاف کرام کی مشقتوں محنتوں کا ذکر آیا، استاذ گرامی کا ذکر آیا شیخ رو پڑے۔ رقت قلب ایک چشمہ صافی ہے جب دل کے آئینے میں شکست وریخت ہوتی ہے اور آب چشم بہتا ہے تو انسان کی شخصیت میں عمق اور گہرائی پیدا ہوتی ہے۔ وقار اور متانت سے نکھرتی ہے۔ کردار کے گرد وغبار اور گندگیاں دھل جاتی ہیں۔انسان کے فکر وخیال کو نشاط اور تازگی ملتی ہے۔

رقت قلب کے بغیر انسان روتا ہے مگر یہ رونا مختلف ڈھنگ کا ہوتا ہے انسان خود پرست ہوتا ہے مفاد پرست ہوتا ہے خود پرستی یا مفاد کو ٹھیس لگتی ہے انسان رو پڑتا ہے۔ بے ہوش ہو جاتا ہے اسے رقت لقب نہیں کہا جاتا نہ اس کا بہت زیادہ اعتبار ہوتا ہے انسان مظلومیت کے احساس کے تحت زندگی گذارتا ہے ذرا آنچ لگی رونے لگتا ہے اور رونے کی سی صورت بنالیتا ہے یہ رقت قلب کی علامت نہیں ہے۔رقت قلب وہ معتبر ہے جو اسلامی کاز کی بناء پر ہو۔دین کی محبت ودینداروں کی محبت کی بناء پر ہو انسان کی ہمدردی کی بناء پر ہو۔

بیسویں صدی میں حالات انفجاری، مغربی الحادی افکار مسلم معاشرے میں مقبول، احداث کثرت سے وقوع پذیر، ساری دنیا سمٹ کر ایک بستی ہر طرز ہر روش ہر فکر ہر منکر ہر فحش کو عالمی بننے میں دیر نہیں لگتی، معاشی پیچیدگیاں بڑھ گئیں، لوگوں کے ترجیحات بدل گئے فکر وخیال مادی بن گئے ظلم وطغیان میں اضافہ ہوگیا اور اس کا ردعمل بھی بڑھ گیا۔فکر وخیال میں ثبات اور قلب ونظر میں سکون ووسعت نہیں رہ گئی۔ وفاداریاں ختم ہوئیں اقدار وکردار کے بجائے سر اور زر گنا جانے

لگا۔خود غرضیاں اور مفاد پرستیاں ڈھنگ ڈھنگ سے روپ بدل بدل کر سامنے آنے لگیں۔ایسے ماحول میں تحریکیں وتنظیمیں بگڑ گئیں مشروعات وانجازات متاثر ہونے لگے۔دینی ادارے بگڑنے لگے، علماء وصلحاء خوف زدہ ہوگئے اور بکھرنے لگے۔صبر وبرداشت کم ہوگئی، مروت وشرافت گہنانے لگی۔ دعوت وتبلیغ کے اثرات متاثر ہوگئے۔ باطل افکار سے تاثر پذیری بڑھنے لگی، جذباتیت انتہا پسندی ہر رطب ویابس پر چھا جانے پر تیار ہوگئی۔خارجیت اور جارحیت کو بڑھاوا ملنے لگا۔

ایسے ماحول میں شیخ علیہ الرحمہ نے کام کیا۔منارہ نور بن گئے مشعل ہدایت اٹھائے بڑھتے رہے اور تادم آخریں استقامت کی راہ پر قائم رہے اور خلق الٰہی کے لئے ہدایت تسلی دلجوئی حوصلے اور ہمت کا سامان بنے رہے۔شیخ نے ہر فتنے کا مقابلہ کیا اور کسی طرح باطل کا دباؤ نہیں محسوس کیا اور یہ سب کام بصیرت تقوی تواضع عفو درگذر دینی صلابت حق پسندی مشاورت مناصحت عمیق علم اتباع سنت کے ذریعہ انجام پائے۔

اللہ تعالی نے عالمی فتنوں کا مقابلہ کرنے کے لئے عالی حوصلہ عالمی شخصیت شیخ ابن باز کو پیدا کیا۔آپ کی عالمی شخیصت جغرافی حدود کو پار کرگئی، وطنی وقومی عصبیاتی حدود کو پامال کرگئی۔حزبیاتی ومسلکی حد بندیوں کو توڑ گئی، روایت پرستی اور شخصیت پرستی کے بندھنوں کو کاٹ گئی، طبقاتی تفاوت اونچ نیچ غریب امیر شیخ مسٹر کی الگ صفوں کو جوڑ گئی۔ پوری دنیا میں یہ کمال کس کو حاصل ہوا۔ اگر کسی کو یہ علمیت ملی تو اللہ کے محبوب بندے ابن باز کو ملی اور پھر جس کو کچھ ملی اس کے راستے سے ملی۔کون تھا اتنے حوصلہ اور اتنی صلاحیت والا۔نام پھیلنے سے آدمی عالمی نہیں بنتا، نام تو ٹیلیویژن اخبارات اور ریڈیو کے ذریعہ کسی جھوپڑپٹی میں بیٹھے کسی ننگے بھوکے کا بھی دنیا میں پھیل جاتا ہے لیکن عالمی اثرات عالمی فائدے عالمی آثر علمی دعوتی رفاہی افاقتی نتائج وغیرہ صرف اس کے بس کی بات ہے جس کی شخصیت عالمی عمل اور عالمی کردار کی حامل ہو۔امام عصر کے دور میں تحریکات وتنظیمات کے قائدین تھے اور ان کے رفقاء اور مستشرشدین تھے ان کی تنظیمی اجتماعی سرگرمیاں اور اعضاء وارکان تھے، متنوع بھاگ دوڑ تھی کنونسنگ تھی رفاہی کام اور عوامی سرگرمیاں تھیں۔مگر کسی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سے یہ نہ ہو سکا کہ مسلکی تنظیمی جغرافیائی بندھنوں کو توڑ سکے۔ مالک کون ومکان نے یہ مقام امام عصر کے لئے ہی رکھا تھا کہ حد بندیاں، بندھنیں اور رکاوٹیں سب اس کی آفاقیت اور عظمت کے سامنے ٹوٹ کر بکھر گئیں۔ دینے والا نوازنے والا کسی کو کیا دیدے اور کسی کو کیا نواز دے اس پر کچھ مشکل نہیں۔ اس کا ایک محبوب بندہ نابینا، سعودی عرب کے حدود سے باہر گیا نہیں اپنی ذمہ داریوں کو نبھانے میں جٹا ہوا۔ اس نے نہ تنظیم بنائی نہ کوئی جتھا قائم کیا۔ پھر بھی مرجع خلائق بن گیا۔ اور عالمی وآفاقی۔

دراصل رب کریم نے اس کی آفاقیت اور عالمیت کے سارے اسباب مہیا کر دیئے تھے (۱) اس کا علم وعقیدہ آفاقی (۲) اس کا تقوی ہمہ گیر (۳) اس کا تواضع اپنے سائے تلے سارے عالم کو جمع کرنے کے قابل (۴) اس کی بصیرت حقائق میں اتر جانے والی اور عالمیت کو اپنے اندر سمو لینے والی (۵) اس کی منہجیت قدیم رواسب اور مغربی مفاسد کو رد کرنے والی اور قرون اولی سلف صالحین کی راہ پر لگانے والی (۶) اس کی امانت سارے عالم کو اعتماد عطا کرنے والی (۷) اس کا اخلاق موافق مخالف سب کو گرویدہ بنا لینے والا۔ (۸) اس کا عفو وکرم جہالتوں اور جاہلوں کو نظر انداز کرنے والا اور اس کے لئے عالمی راہ بنانے والا (۹) اس کی انابت ہر دم اسے اللہ سے جوڑے رہنے والا (۱۰) اس کی اطاعت رسول اور اتباع سنت رحمت کا باعث اور ہزاروں برائیوں سے بچانے والی اور بالکل صحیح اور کامل سنیت کی اتباع نہ کہ بدعت اور تعصّبات مسلکی کے ساتھ۔ ایسی اتباع سنت کہ تقلیدی بندھنوں سے مکمل آزادی (۱۱) زہد وقناعت اور توکل علی اللہ ایسا کہ تقدیر الہی پر راضی برضا تصوف کے منکرات سے بالکل دور اور شجاعت ودلیری کہ کلمہ حق کہنے میں کبھی کہیں پیچھے نہیں۔ (۱۲) توازن اور اعتدال کہ کسی بھی مسئلے میں کبھی حد اعتدال سے باہر نہیں نہ تعبدی امور میں نہ سنی امور میں نہ سماجی وسیاسی امور میں (۱۳) انصاف پسندی ایسی کہ دشمن اس سے کبھی حق کے سلسلے میں مایوس نہیں ہو سکتے (۱۴) حزبیت مسلکیت قومیت نے کبھی اس کے قریب پھٹکنے کی جرأت نہ کی۔ (۱۵) حکومت اس کے ساتھ کہ وہ حکومت کے ساتھ وہ بھی تنفیذ اسلام اور خدمت دین وخدمت خلق سے مطمئن۔ اور کلمہ حق میں آزاد بھی اور جری بھی

اور حکومت بھی اس سے متعاون اور اس میں خوش کہ سیاست میں سلف کے منہج پر قائم حکومت بھی قابل تعاون اور وہ لائق احترام، اسے حکومت کا اعتماد حاصل اور حکومت کو اس کا اعتماد حاصل (۱۶) بے نفسی اور خدمت خلق اور احترام مسلم میں اتنا آگے کہ سب کے لئے مقام ابوت پر فائز (۱۷) امراء بھی اس کے ساتھ اور اصحاب ثروت بھی ساتھ، وزراء بھی اس کے ساتھ اور غرباء بھی ساتھ، علماء بھی اس کے ساتھ اور ان پڑھ بھی اس کے ساتھ (۱۸) سارے عالم میں معتقدوں شاگردوں اور مستفیدین کا ازدحام بھی اس کے ساتھ (۱۹) وہ ساری دنیا میں مضطہدین کے ساتھ، مظلوموں کے ساتھ جہاد میں ساتھ بھکمری میں ساتھ حوادث اور مشکلات میں ساتھ (۲۰) دعوت دین واصلاح کے کام میں ساتھ، (۲۱) تعلیم وتربیت کے کاموں میں ساتھ (۲۲) تعمیر مساجد میں ساتھ (۲۳) مدارس تحفیظ القرآن دار الایتام ارامل اور محتاجوں کے ساتھ (۲۷) امت کے مسائل پر نظر رکھنے والا اور ان پر باخبر اور باخبر ہونے کے ذرائع بھی مہیا (۲۸) نوازل میں امت کو راہ دکھلانے والا (۲۹) روحانی اخلاقی اور مادی سارے ذرائع اس کے پاس مہیا (۳۰) میڈیا کو مفید طور پر استعمال کرنے وکرانے میں ماہر (۳۱) انفارمیشن، ٹیکنالوجی سے بھرپور استفادہ (۳۲) سارے ذرائع کو استعمال کر کے اس نے راہ وسط اختیار کیا اور بغیر کسی افراط وتفریط کے تمام مسلمانوں کے لئے قابل اعتبار بن گیا (۳۳) اپنے تعاون علم افتاء محاضرات کتب دروس رد باطل سفارشات اور اپنے عہدوں او رمناصب سے اس نے امت کو بھرپور فائدہ پہنچایا۔ (۳۴) اور سب سے اہم بات کہ شیخ کو اللہ کی نصرت حاصل تھی ان کی کل زندگی اور زندگی کا ہر لمحہ نصرت دین میں لگا تھا اور اللہ کی نصرت انھیں حاصل تھی۔ (۳۵) مہمان نواز اور سخی تھے اور لوگوں کا دل جیتنا جانتے تھے (۳۶) احترام آدمیت کا پورا شرعی التزام کرتے تھے۔ (۳۷) آداب خلاف سے کما حقہ واقف تھے۔ مخالف انسان بھی اور انھیں عزت وتوقیر بخشی اور پردے کے ساتھ جائز نوکری کرنے کی اجازت دی۔ (۳۹) عورتوں کی تعلیم پر خصوصی توجہ دی اور ان کے لئے آخری حد تک تعلیم مفید کے حصول کے لئے آمادہ کیا۔ ان کی سنکر، اور ان کے ساتھ بیٹھ کر ان کا ہمنوا بن جاتا تھا۔ غزالی اور دوسرے اخوانی مشائخ کے ساتھ ایسے واقعات رونما ہوئے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

شیخ کو یہ اوراس طرح کے سارے اسباب حاصل تھے اس بناء پران کی دینی وملی خدمات عالمی بن گئیں اوران کی شخصیت بھی عالمی بن گئی، پھر یہ کہ شیخ کے کام کا طریقہ بھی بالکل اسلامی تھا کام کے جوقواعد وضوابط طے تھے شیخ بھرپور طور پران کے مطابق کام کرتے تھے۔راہ عمل متعین تھی ان کے سوادیگر امور میں اپنی صلاحیت بصیرت اوراجتہادی قوت کا استعمال کرتے تھےاور مشورہ اوراستخارہ کو کام میں لاتے تھے۔بصیرت ذاتی، استخارہ اللہ سے طلب ہدایت وتوفیق اور مشورہ دوسروں کے نقطہ نظر سے آگاہی اور اصابت رائے کے لئے اجتماعی جدوجہد۔جب کسی کام کی انجام دہی میں اخلاص موجود ہواور درکارصلاحیت بھی میسر ہواللہ سے صحیح رائے معلوم کرنے کے لئے استخارہ کا اہتمام ہواور جتماعی جدوجہد مشورہ کے تحت جاری ہو تو پھر کام کی انجام دہی میں آسانی ہوگی اور تکمیل بھی آسانی ہوجائے گی۔

اگر جائزہ لیا جائے تو یہ سارے اسباب کسی عالم میں میسر نہ تھے نہ یہ صلاحیت کسی میں تھی، اسی طرح ان کا طریقہ کار بھی شیخ کی مانند نہ تھا۔اورحق تو یہ ہے کہ لوگ کسی معنی میں بھی ان کی مانند تھے نہ تقوی وطہارت میں نہ تواضع میں نہ علم میں نہ اجتہاد وبصیرت میں نہ دین وملت کے لئے فدائیت میں نہ انھیں شیخ کے مقابلے میں بشری ومادی وسائل حاصل تھے۔نہ انھیں ان کی مانند میڈیا اورانفارمیشن کی سہولت حاصل تھی۔ نہ ہی ان کی مانند ان کے پاس جذبہ تھا۔لوگ جغرافیائی حزبیاتی تنظیمی بندھنوں میں بند۔اور علی العموم تحریکی علماء اپنی حکومتوں اوراپنی عوام سے لڑتے رہےاور لڑلڑا کر تباہ ہوتے رہے۔لیکن شیخ کے یہاں سلفی بصیرت کام کرتی رہی اوراللہ کی نصرت ساتھ دیتی رہی۔ دیگر یہ کہ شیخ کے یہاں تنظیمی اختلاف نہیں۔امام متعین ہے اصول وضابطے ہیں اس کے مطابق کام ہورہا ہے اور ہر شخص ایک متعین ہدف کے لئے کام کررہا ہے ہدف کی تکمیل اور ذمہ داری نبھانے کی سب کوفکر ہے۔نہ استبداد نہ سیاست بازی، نہ کھینچ تان، نہ اٹھا پٹخ، نہ کسی کو تقدس مآبی کا سودا نہ کسی کو طبقہ اشرافیہ میں داخل ہونے یا داخلہ لینے کا دھن نہ ملی اداروں کو ذاتی ملکیت بنانے کا شوق۔ساری سلبیاتی مصیبتوں سے شیخ محفوظ تھے اس لئے ان کے کام میں برکت تھی اوران کو اللہ کی نصرت حاصل تھی۔ بہت سے ان سے تعلق جتلاتے ہیں کیا

بہتر ہوا گروہ زبانی جمع خرچ کے بجائے ان کو پیمانہ بنائیں اوراپنی سیرت عادت اورتصرفات کا جائزہ لیں۔

شیخ کی بہت بڑی خوبی یہ بھی تھی کہ ان کو اللہ تعالیٰ نے بصیرت عطا کی تھی۔ایسی دینی بصیرت کہ سارے مسائل مشکلات اورنوازل کا حل تلاش کرتے تھے اورعموماً شیخ کا نقطہ نظر درست ثابت ہوتا تھا۔ ان کے حین حیات جس قدر بھی مسلمانوں کے سامنے مشکلات آئے۔ پوری دلسوزی سے ان کو حل کرنا چاہا۔دنیا میں کہیں بھی اور کسی بھی جگہ مسلمانوں پر آفت آئی۔یا امت راہ راست سے بھٹکی انہوں نے رہنمائی کی۔مسئلہ اخوانیوں پر مظالم کا ہو۔یا ان کی مصارعت اورمصادمت کا ہو مسئلہ انتہا پسندی یا عنف کا ہو۔مسئلہ پورے عالم میں ظالموں کے خلاف مسلمانوں کا ہو، مسئلہ شریعت کی تنقید کا ہو، بے شرمی فیشن فضول خرچی غربت کا ہو، تعلیم کا دعوت وارشاد کا ہو، غرباء پروری کا ہو، مسئلہ ایران عراق کا ہو، مسئلہ پورے عالم میں ظالموں کے خلاف مسلمانوں کے جہاد کا ہو، مسئلہ ایران عراق جنگ کا ہو، صدام کا کویت پر حملے کا ہو، شرک بدعات اور بے پردگی کا ہو۔تجدد پسندی الحاد اور دہریت کا ہو، ہرایک مسئلہ پر کتاب وسنت کی روشنی میں ان کی جچی تلی رائے تھی۔اوراصابت رائے سے وہ سرفراز تھے۔

یہی حال ان کے رد باطل کا تھا۔ باطل کہیں سر نکالے منکرات کہیں بھی رونما ہو، ملک میں ہو، بیرون ملک ہو۔اس کا ارتکاب عورت کرے، مرد کرے، عالم کرے، حکمراں ولیڈر کرے اس پر نکیر کرتے تھے۔لیکن اس میں حسب حال شدت کی ضرورت ہوشدت اختیار کرتے نرمی کی ضرورت ہو نرمی کرتے، لیکن رد باطل سے کبھی چوکتے نہیں تھے۔رد باطل کا تعلق کلمہ حق عند سلطان جائر سے ہے۔رد باطل جہاد ہے اوراسلامی غیرت وحمیت کا ترجمان، جاہدالکفار والمنافقین واغلظ علیہم کے حکم کی تعمیل ہے۔رد باطل تاریکی میں ٹارچ دکھانے کا کام ہے۔رد باطل بے حسی بے غیرتی خود پرستی اور مفاد پرستی کے ماحول میں سخت ناپسندیدہ کام ہوتا ہے۔رد باطل سے وہ لوگ اول وہلہ میں متنفر ہوتے ہیں جن پر زد پڑتی ہے، لیکن دوسروں کے لئے مفید تر ہوتا ہے اور خود باطل ضرور سوچتا پچھتاتا اور جھجھکتا ہے اور باطل کی جرأت مندی میں کمی آتی ہے۔رد

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کرنے والا رد باطل میں جس قدر حق بجانب مضبوط اور نزیہ ہوگا اسی کے بقدر رد باطل کا فائدہ ہوگا۔ بہرحال شیخ رد باطل میں موفق بھی تھے اور مسدد و مصوب بھی تھے اور اس کے آداب بھی جانتے تھے۔ شیخ نے ہمیشہ منکر کو رد کیا۔ ان کی زندگی کا یہ بھی ایک خاص پہلو ہے اور اہم ترین پہلو ہے۔ رد باطل کے ناچیئے سے بہت سے علمانی اور منافقین آپ کے شدید مخالف بھی ہوئے۔ گالیاں بھی دیں پھر آپ کی عظمت ماننے پر مجبور ہوئے اور آپ سے معذرت خواہ بھی ہوئے اور عفو و درگذر کی گذارش بھی کی۔ اور شیخ نے سارے مخالفین کو معذرت اور بلا معذرت معاف بھی کر دیا۔ اور جو آپ کے فتاوی کی مخالفت کرتے اور بلا وجہ، انھیں کچھ نہ کہتے۔ شیخ کل کام اللہ کے لئے کرتے تھے اور اس کی رضا کے طلب گار رہتے تھے اس لئے حق اور دین کے لئے جٹے رہتے تھے اور اس لئے انھیں کسی کی بے جا خوشی ناخوشی کی پرواہ نہیں ہوتی تھی۔ نہ ان کے سامنے شہرت ومنصب کی مجبوری تھی کہ لیپ پوت کا کام کریں۔

توازن دیکھئے کہ حق کی حق تلفی کر کے کسی کے ساتھ صلح جوئی کی کوشش نہیں۔ اور فرد کے خلاف تنظیموں کے خلاف کوئی تعصب نہیں الا یہ کہ دین کا حق بنے اور اس سے دین کے لئے بدلہ لینا پڑے۔ اس کی بے شمار مثالیں ہیں ایک مثال علی میاں ندوی کی ہے انہوں نے جو ماحول بنا رکھا تھا اور جس طرح اپنے کو مفید اور مفکر ثابت کر رکھا تھا۔ شیخ ان کو ان کے قد و قامت کے حساب سے عزت واحترام بھی دیتے تھے لیکن ان کی غلطیوں اور انحرافات پر اغماض بھی نہیں کرتے تھے اور اخیر میں جب ان کے صوفیانہ افکار سے انھیں آگاہی ملی تو ان پر نکیر بھی کرتے تھے۔ ان کی تاریخ دعوت وعزیمت جلد چہارم کا عربی ترجمہ شائع ہوا اس میں صوفیانہ انحراف کی انھیں اطلاع ہوئی تو اس کو گمراہ کن کتابوں میں شمار کیا اور اس کا اعلان بھی ''الرابطہ'' میں کیا۔ ۸۰ میں ان کی کتابیں دارالافتاء نے خریدیں۔ جب پتہ چلا کہ بعض میں انحراف ہے تو اسے جلا دینے کا حکم دیا گیا مودودی صاحب کی بڑی قدر و قیمت تھی لیکن جب ان کے سنگین انحرافات کی خبر ملی تو ان پر نکیر کرتے تھے ایک سائل نے ان کے متعلق سوال کیا تو فرمایا عندہ اخطاء کثیرۃ لاتعد ولاتحصی۔

شیخ کی زندگی اور کاموں میں اللہ تعالیٰ نے وہ برکت دی تھی کہ عالمی جھمیلوں اور ذمہ

داریوں کے باوجود وہ ایک متوازن زندگی نظام اوقات کے تحت گذارتے تھے وقت کی پابندی بڑے لوگوں کی زندگی کی پہچان ہے۔ سارے کام وقت پر اور ہر کام کا وقت متعین ان میں کسی طرح کا کوئی تغیر وتبدل نہیں، مستقل نظام کار اور نظام وقت موجود ہے وقتی پروگرام یا موسمی پروگرام میں مستقل پروگرام کچھ متاثر ہوتا تھا لیکن عموما نظام کار اور اوقات کار میں فرق نہیں ہوتا تھا۔ کسی بھی بڑے انسان کی زندگی کو پڑھیں اس کے کام کے اوقات طے پائیں گے جو لوگ تنظیم اوقات کے قائل نہیں ہوتے ہیں۔ وہ کوئی بڑا کام نہیں کر پاتے جب کام متعین ہو اصول وضابطے متعین ہوں اور کام کے اوقات بھی متعین ہوں اس وقت انسان بہت بڑے اہداف حاصل کر سکتا ہے شیخ کی خوبی یہی تھی کہ انہوں نے اپنی زندگی کے لحہ لحہ کو اپنے اہداف کے حصول کے لئے استعمال کیا۔ اور عظیم مقصد کو بڑی آسانی کے ساتھ حاصل بھی کر لیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان کے کام اوقات اور مقاصد میں بڑی برکت عطا کی۔

اوقات کی پابندی کے ساتھ محنت اور جفاکشی بھی آپ کی پہچان تھی نہ ہجوم کار سے کبھی گھبرائے نہ مشغولیات سے پریشان ہوئے شیخ روزانہ قریبا ۱۸ گھنٹے کام کرتے تھے اور کبھی چھٹی نہ لیتے تھے۔ صبر وضبط کا یہ عالم تھا کہ چار چار گھنٹے کرسی پر ایک پہلو پر بیٹھے درس دیتے رہتے اور اپنے تحریری افتائی کاموں کے لئے اپنی لائبریری میں بخوبی تیاری کرتے تھے۔ اور درس ومحاضرات کے لئے بھی تیاری کرتے تھے۔ آپ نے لائبریری میں مراجع کی دس ہزار کتابیں جمع کر رکھی تھیں۔ علمی استحضار کے باوجود تیاری کرتے تھے تاکہ مسئلہ کی ساری صورت حال سامنے ہو اور علی وجہ البصیرت گفتگو کر سکیں۔ اشغال کار کے باوجود سنن ونوافل اور تہجد کی ادائیگی کا اہتمام رہا۔ ذکر واذکار کا بھی اہتمام رہا۔ اہل وعیال کے حقوق کی ادائیگی میں بھی کمی نہیں رہی۔ رشتہ داروں کی خبرگیری ہوتی رہی۔ اور سب کے ساتھ انصاف محبت اور چاہت بھرپور طور پر رہی اور ہر ایک کا اعتماد اور عزت واحترام بھی حاصل رہا۔

شیخ کا اجتماعی شعور اتنا پختہ تھا کہ انہوں نے ملک ملت سماج وطن علماء حکمراں طلباء سب کے حقوق کو باحسن وجوہ ادا کیا اور تمام مسلمانوں کو خواہ اقلیت میں ہوں یا اکثریت میں ہوں سیکولر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حکومت ہو یا مستبد حکومت ہر ایک حالت میں اسلامی نقطہ نظر سے مسلم عوام اور علماء کو کیا صحیح رویہ اختیار کرنا چاہیے اسے بصراحت ووضاحت بتایا۔ اور حرث ونسل کی تباہی سے بچانے کی کوشش کی۔ اور ہر جگہ لوگوں کے اندر اتحاد پیدا کرنے کی کوشش کی۔ لڑنے والوں کو ملانے جھگڑنے والوں کو جوڑنے کی کوشش کی۔ افغانستان میں تمام جہات کو ملانے اور متحد کرنے کی کوشش کی۔ اسی طرح ہر جگہ فرق مجاہدہ کو متحد کرنے کی کوشش کی۔ شاید کوئی ایسا ملک نہ ہوگا جہاں علماء اور جماعتوں کو باہم متعاون رہنے کی تلقین نہ ہوئی اتحاد وائتلاف کی راہ نہ سجھائی ہو۔ خود ہندوستان کی جماعت اہل حدیث پر خاص نظر عنایت تھی اور ہر طرح کا تعاون تھا لیکن مولویوں نے اس تعاون اور نظر عنایت کی۔ کماحقہ قدر نہ کی۔ نہ ان کے جذبات اور احساسات کو پوری طرح نگاہ میں رکھا۔ البتہ ان سے عقیدت ومحبت کا مظاہرہ ضرور کیا۔ جس کے وہ مستحق تھے۔ شیخ ابن باز کو اہل حدیث منزل خرید نے کا پتہ چلا۔ انہوں نے فوراً جمعیۃ کے حق میں بھر پور مدد کردی۔ مگر آج تک التوا ہو رہا ہے اور کتاب وسنت کے عامل، اصلی مسلمان اور جماعت وجمعیۃ کے ذمہ دار تیس سال بیت جانے پر بھی اپنے دل ودماغ کی کھڑکیوں کو بند کئے اپنی برتری کی دنیا ٹال مٹول میں جی رہے ہیں۔ جو لوگ روشن دن کی طرح کھلی حقیقت کو تسلیم نہیں کر پا رہے ہیں اور جماعت کے ساتھ تیس سال سے ٹال مٹول کر رہے ہیں اور وہ بھی خیرات وصدقات کے پیسوں پر نہ کہ اپنی حلال کمائی پر، ان کے احساسات اور ذہنی وقلبی حالت کے بارے میں کیا کہا جاسکتا ہے۔ کیا ان کی سوچ پر دنیا داری کا پہرہ نہیں لگا ہے۔ اور اس صریح زیادتی اور دنیا داری پر تیس سال سے جمعیۃ کے لوگ عموماً گونگے پن کے شکار ہیں۔ اور جس نے گفتگو کی کوشش کی اسے رسوا کیا گیا۔ اب کچھ شعور جاگ رہا ہے شیخ عطار سوا ہوئے، خلجی رسوا ہوئے، اصغر رسوا ہوئے امیر جمعیۃ حافظ محمد یحییٰ کو رسوا کیا گیا۔ پھر بھی ایسے لوگ خود کو سمجھ دار اور جمعیۃ کے ذمہ دار سمجھتے ہیں اور آئیں گے تو صدر نشین بننا چاہیں گے اور بہت سے عقل مند قسم کے لوگ ایسے لوگوں کو بڑی اہمیت بھی دیں گے۔ چند گز زمین اور چند لاکھ خیرات کے روپیوں کی خاطر ایسے لوگ تاریخ میں خود کو رسوا کر رہے ہیں اور اپنی زشت نامی ثبت کر رہے ہیں۔ اللہ ان کو عقل دے کہ اپنے ہاتھوں سے اپنا چہرہ نہ بگاڑیں اور تاریخ میں ان کا نام یوں نہ آئے کہ تیس سالوں

تک کچھ لوگوں کی دو نسلوں نے جمعیۃ کو یرغمال بنائے رکھنے کی کوشش کی۔ چار سو گز زمین کا ایک ٹکڑا کوئی معنی نہیں رکھتا لیکن افسوس اس کی خاطر دو امیر اور ان کے جانشین تاریخ میں ایک بری مثال بننے جا رہے ہیں مورخ انھیں معاف نہیں کرے گا اب بھی سجدہ سہو کا وقت ہے۔ اس پر بھی کہہ دیا جائے گا دورہ کر لکھے جاتے ہیں مسئلے کو سمجھتے نہیں ہیں۔ اللہ والوں کو اتنی سمجھ نہیں کہ بدیہی حقائق اور ان کے میٹنے والوں کو سمجھنے کے لئے قرب مکانی کی ضرورت نہیں۔ دراصل جب انسان کو شرح صدر نہ حاصل ہو تو اسے دانشوری زیادہ سوجھتی ہے۔ ہزار بہانے ڈھونڈھتا ہے پکڑ سے بچنے کے لئے غلطیوں کی نشاندہی کرنے والا کوئی آڈیٹر نہیں ہوتا کہ حساب چک کرے اور آنہ پائی کا حساب بتلائے۔ اشارہ کردیا جاتا ہے کہ خود انسان کا ضمیر زندہ ہو جائے اور راہ راست پر آجائے وہ کوئی فریق نہیں ہوتا کہ ہر شئے میں آکر کرید کرے۔

شیخ کی ایک بڑی خوبی تھی سادگی۔ سادگی لباس میں، کھانے پینے میں، رہن سہن میں کروفر کا کوئی مظاہرہ نہیں دنیا کا سب سے عظیم اور بڑا مومن مگر انکسار اور تواضع کا یہ حال کہ ایک مزدور بھی وہاں پہنچ کر خود کو حقیر نہ سمجھے اور بڑا سے بڑا اطنطنے باز بھی وہاں اپنے کو اونچا نہ سمجھے۔ ایسا شخص جس کے پاس غریبی امیری وجاہت وثروت غربت وفقر کی ساری دشائیں ایک ساتھ جڑ جائیں، سادگی فطری شے ہے اور فطری شے میں سب یکساں ہوا کرتے ہیں۔ سادگی تکلف بناوٹ تصنع اور مظاہرۂ کروفر کے حصار سے نکال کر انسانوں کو ایک سطح پر جمع کر دیتی ہے۔ اور اونچ نیچ کی مرتفع ومنخفض سطحوں کو برابر کر دیتی ہے۔ جس قدر سادگی زیادہ ہوگی اسی کے بقدر انسان کے اندر موجود خیر کی صلاحیتیں ابھریں گی اس کے برعکس انسانی زندگی میں تصنع بناوٹ اور تکلف در آنے سے انسانی صلاحیتیں پنہاں ہوتی جائیں گی۔ سادگی میں زندگی آسان ہوتی ہے اور مسائل کا گھیرا نہیں ہوتا۔ اگر انسان تکلفات کو اپنے اوپر لادلے تو اس کے قیمتی اوقات آئینہ دیکھنے اور رخ وزلف اور کاکل سنوارنے میں قتل ہو جاتے ہیں۔ شیخ نے جو سادگی اختیار کی تھی وہ مثالی تھی۔ ہندوستانی خانقاہی مولویوں کی طرح نہیں کہ فقر کا دعوی ہے اور خادموں کا پرا ہے۔ نذرانوں کی ریل پیل، سطوت وحکمرانی ہے اور بسا اوقات عجز وفقر کے لفافے میں اکڑ اور مکر ہے۔ شیخ کی سادگی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ظاہرداری نہیں تھی۔ان کے ہاں سادگی ایک رویہ ایک طرز فکر ایک سوچ اور اختیار و پسند تھی انسان جب اپنے عقیدہ وعمل کے مطابق اپنی ایک سادہ روش اور طرز حیات بنالیتا ہے تو یہ اس کے آداب زندگی اور سلیقہ زندگی کی حیثیت سے نمایاں ہوتی ہے اور اس کی زندگی کی تصویر بن جاتی ہے اس حقیقت کو پکی اور سچی سادگی کہیں گے۔شیخ کی سادگی ان کی سچی اسلامی زندگی کی تصویر تھی اور ہر شے میں سادگی جھلکتی تھی۔شیخ کی سادگی پرکاری سے آراستہ تھی۔شیخ کی سادگی بھی قلوب واذہان کے لئے کشش کا باعث تھی۔اور دلوں کو موہ لینے والی۔اس سادگی نے بھی لوگوں کو ان کے قریب کردیا تھا۔سادگی انسیت کا باعث ہوتی ہے اور دوریوں کو مٹاتی ہے قربتوں کو بڑھاتی ہے۔سادگی انسان کو ہلکا رکھتی ہے زیر بار نہیں بناتی فضول خرچی سے بچاتی ہے۔سادگی انسانی طبائع کو پیچیدہ نہیں بناتی فکر وخیال میں آراستگی اور شائستگی لاتی ہے۔شیخ سادگی کے ان تمام فوائد سے باحسن وجوہ شاد کام تھے۔

شیخ کا تقوی مثالی تھا۔تقوی بہت نازک اور لطیف خوبی ہے۔تقوی ایک نور ہے جو معمولی گرد وغبار دھندلا ہونے لگتا ہے تقوی اللہ کے سامنے کامل سپردگی سے پیدا ہوتا ہے اور پوری توانائی کے ساتھ انسان کو راہ استقامت پر قائم رکھتا ہے۔اگر عبودیت میں کمی آئی توکل علی اللہ دھندلا ہوا ۔رجا وخوف کی کیفیت بگڑی اتباع سنت میں بال آیا۔محبت الٰہی ومحبت رسول دگرگوں ہوئی تو پھر تقوی کمزور ہوتا ہے اور اگر غفلتیں بڑھتی گئیں تو معصیت اس کی جگہ لینے لگتی ہے۔اگر تصوف کے خرخشے نے شہوات وشبہات کی گندگی انڈیلی،تقلید نے اتباع رسول کو سبوتاژ کیا،محبت الٰہی کو برباد کیا۔تو تقوی نہیں رہ جاتا ہے۔اس کی جگہ فتنہ آتا ہے۔شیخ کا تقوی کتاب وسنت کی تعلیمات کے مطابق تھا۔شیخ کا تقوی تسبیح ہلانے،یاہو ہا کرنے اور پیری مریدی کرنے کا نہیں تھا۔شیخ کے تقوی کی بنیاد توکل،محبت الٰہی ومحبت رسول،رجاء وخوف اور اطاعت تھی اور ان بنیادوں کو تصوف تقلید تعقل پرستی مادیت تجدد پسندی سے کبھی متزلزل ہونے نہ دیا ان کی پوری زندگی میں تقوی نمایاں رہا۔اسی لئے انھیں اس کی توفیق ملی کہ صحیح طریقے سے عظیم کارنامے انجام دیں اور سارے عالم میں ان کا فیض پہنچے۔اور شیخ کی شخصیت پر محبوبیت ومرجعیت کے منفی اثرات نہ پڑیں۔نہ

شہرت ودولت منصب وعالمیت کسی طرح ان کے اصولوں اور کاموں پر منفی اثر ڈالیں۔تقوی اس کا نام نہیں ہے کہ ہاتھ میں تسبیح لے کر جبہ پہن کر مصلی پر بیٹھ جائیں اور چند مریدوں کا پہرہ ہو،خدمت جاری رہے،لطف حیات اور سطوت کا مزہ ملتا رہے اور تسبیح چلتی رہے گردن دائیں بائیں جھکے اور جھٹکا کھائے اور نذرانوں کی بارش ہو،یہ سب کرتب اور دکانداری ہے حقیقی تقوی کے مظاہر ہیں انابت،خشیت،ذکر الٰہی کا دوام،اللہ اور اس کے بندوں کے حقوق کی ادائیگی،تواضع حق پرستی اور ادنی سے ادنی کام اور فکر میں حدود شریعت سے تجاوز نہ کرنا اور بے نفسی کے ساتھ ساری صلاحیتوں کو خدمت دین اور خدمت خلق میں لگا دینا،تقوی کی علامتیں دیکھنی ہوں تو شیخ ابن باز کے روزمرہ کاموں سرگرمیوں اور ان کی سیرت اور اخلاق واطوار میں دیکھا جاسکتا ہے۔

شیخ نے بھرپور اور مشغول زندگی گذاری۔پھر بھی علمی کاموں کے لئے وقت نکال لیا۔شیخ کے بیٹے احمد کے بیان کے مطابق شیخ کے ویب سائٹ پر شیخ کے سارے انتاجات ۲۵ تا ۳۰ ہزار صفحات میں آسکتے ہیں۔اتنی مشغولیت ہو اور بندگان الٰہی سے تعلق جڑا ہو پھر بھی علوم اسلامیہ پر دسترس اور اس میں مہارت اور اس مہارت کے ساتھ روزانہ امہات کتب کی تدریس ایک معجزے سے کم نہیں ہے۔عموماً جب انسان عوامی زندگی سے جڑتا ہے تو اس کا رشتہ قلم وقرطاس سے ٹوٹ جاتا ہے۔اور کتابوں سے وہ بیگانہ ہوجاتا ہے،لیکن شیخ تمام جھمیلوں میں رہ کر تفسیر،احادیث،علوم حدیث،فقہ کی اہم کتابوں کا مطالعہ جاری رکھتے تھے۔شیخ نے اپنے ایک انٹرویو میں بتایا کہ انہوں نے بخاری ومسلم کو کئی بار پڑھا ہے۔اسی طرح دیگر حدیث کی کتابیں بھی مکمل طور پر یا تھوڑی بہت پڑھی گئیں اس کا نتیجہ تھا کہ آپ کا علم تازہ رہتا تھا۔دنیا کے بڑے سے بڑے علماء سعودیہ حاضر ہوتے تھے اور بسا اوقات انھیں یہ گمان ہوتا تھا کہ سعودی عرب کے علماء علم میں پیچھے ہیں لیکن ان کے لکچر کے بعد جب شیخ کی تعلیق ہوتی تھی تب لوگوں کی آنکھیں کھلتی تھیں،شیخ صادق عرجون شیخ متولی شعراوی،د۔یوسف قرضاوی،شیخ غزالی وغیرہم کے ساتھ ایسے واقعات پیش آئے اور سبھوں نے شیخ کی بصیرت علمی گہرائی کو تسلیم کیا اور ان کی آراء کے آگے سرنگوں ہوگئے۔ امام البانی شیخ رحمہ اللہ کو مجتہد گردانتے تھے۔رابطہ عالم اسلامی کے اسٹیج پر اور اس کی فقہ اکیڈمی کے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

اسٹیج پر دنیا کے چوٹی کے علماء اکٹھا ہوتے تھے اور مختلف مسائل پر جب بحث ہوتی تھی اور اختلاف ہوتا تھا تو عموماً شیخ کی رائے فیصلہ کن بن جاتی تھی اور سب اسے تسلیم کر لیتے تھے۔

شیخ کے خصائص کی تفصیل اور ان کے کارناموں کا بیان ممکن کہاں اگر ان کی ستر سالہ جہود کا تفصیلی ریکارڈ سامنے لانا ہو تو ایک ٹیم کی ضرورت ہوگی۔ اور ساری تفصیلات درجنوں مجلدات میں آئیں گی۔ ان سرسری باتوں کے بعد اب کچھ ان کے گوشہ حیات کا ابھارا جائے۔

☆ شیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز کے گھرانے آل باز کا تعلق ریاض سے ہے ان کے آباء واجداد زمانے سے ریاض میں آباد تھے۔ اس کے کچھ گھرانے حوطہ، احساء، اور حجاز میں پائے جاتے ہیں آل باز سے نسبت کے دعوی دار کچھ گھرانے اردن مصر اور بلاد عجم میں بھی ہیں۔ اردن میں موجود کچھ لوگ اہل بیت سے ہونے کے مدعی ہیں لیکن ان کی اصلیت کے بارے میں کچھ کہا نہیں جا سکتا۔ آپ کا گھرانہ علمی تجارتی اور زراعتی گھرانہ تھا۔

☆ شیخ ابن باز ۱۲ ذی الحجہ ۱۳۳۰ مطابق ۱۹۱۲ میں ریاض میں پیدا ہوئے۔ آپ کا گھرانہ علمی و دینی گھرانہ تھا۔ بچپن ہی میں آپ نے قرآن کریم حفظ کر لیا تھا

۱۳۴۶ میں شیخ کی بینائی کسی روگ کے سبب متاثر ہوئی اور آہستہ آہستہ بینائی جاتی رہی اس وقت شیخ کی عمر ۲۰ سال تھی۔

شیخ نے مشائخ وقت سے تعلیم حاصل کی۔ ان میں سے اہم نام یہ ہیں۔

شیخ محمد بن عبداللطیف آل الشیخ، شیخ صالح بن عبدالعزیز آل الشیخ، اور شیخ محمد بن ابراہیم آل الشیخ، شیخ سعد بن محمد بن عتیق قاضی ریاض، شیخ نے ان تمام اساتذہ سے ریاض میں تعلیم حاصل کی۔ شیخ سعد بن قاسم سے مکہ میں تجوید کا درس لیا۔

شیخ ابن باز شیخ محمد بن ابراہیم آل الشیخ مفتی عام سعودی عرب سے ۱۳۴۷ تا ۱۳۵۷ دس سال تک تعلیم حاصل کی اور تمام علوم دینیہ کی تکمیل ان سے کی۔

ذمہ داریاں:

قاضی خرج ۱۳۵۷ تا ۱۳۷۱۔

مدرس المعہد العالی ریاض ۱۳۷۲۔

استاذ شریعت کالج ریاض ۱۳۷۳ تا ۱۳۸۱ استاذ فقہ توحید حدیث۔

نائب رئیس جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ ۱۳۸۱ تا ۱۳۹۵۔

رئیس جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ ۱۳۹۰۔ تا ۱۳۹۵۔

رئیس ادارات البحوث العلمیۃ والافتاء والدعوۃ والارشاد ریاض ۱۳۹۵ تا عمر۔

مفتی عام سعودی عرب و رئیس ہیئۃ کبار علماء ریاض ۱۴۱۴ درجہ وزیر۔

رئیس مجلس تاسیسی رابطہ عالم اسلامی مکہ مکرمہ تا عمر۔

رئیس عالمی مجلس اعلی برائے مساجد مکہ مکرمہ تا عمر۔

رئیس فقہ اکیڈمی رابطہ عالم اسلامی مکہ مکرمہ تا عمر۔

ممبر مجلس اعلی مدینہ جامعہ اسلامیہ منورہ تا عمر۔

ممبر ہیئۃ علیا للاغاثہ مکہ مکرمہ۔

ممبر صندوق دائم للتنمیۃ الشبابیۃ ریاض۔

رکن مجلس استشاری ندوۃ الشباب الاسلامی ریاض

تصنیفات

شیخ کی تصنیفات کی مختلف صورتیں ہیں۔ کچھ مستقل تصنیفات ہیں کچھ تعلیقات ہیں۔ اور بہت سے کتابچے ہیں اور بہت سے فتاوی ہیں اور بہت سے ایسے رسالے ہیں جو بے شمار اداروں نے چھاپے ہیں۔

۱۔ الفوائد الجلیلة فی المباحث الفرضیة

(۲) التحقیق والایضاح لکثیر من مسائل الحج والعمرة والزیارة

(۳) رسالتان موجزتان عن الزکاة والصیام

(٤) العقیدة الصحیحة وما یضاد ها

(٥) وجوب العمل بسنتة رسول الله صلى الله علیه وسلم وکفر من انکرها

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(٦) الدعوة الى الله واخلاق الدعاة

(٧) وجوب تحكيم شرع الله ونبذما خالفه

(٨) حكم السفور والحجاب ونكاح الشغار

(٩) الشيخ محمد بن عبدالوهاب دعوته وسيرته

(١٠) ثلاث رسائل فى كيفية صلاة الرسول صلى الله عليه وسلم ووجوب صلاة الجماعة وأين يضع المصلى يده بعد الركوع

(١١) حكم الاسلام فيمن طعن فى القرآن أوفى رسول الله صلى الله عليه وسلم

(١٢) هوامش وحواشى مفيدة نافعة على فتح البارى شرح صحيح الامام البخارى وصل فيها الى كتاب الحج

(١٣) اقامة البراهين على حكم من استغاث بغيرالله وصدق الكهنة والعرافين

(١٤) الجهاد فى سبيل الله

(١٥) الدروس المهمة لعامة الأمة

(١٦) فتاوى تتعلق بأحكام الحج والعمرة والزيارة

(١٧) وجوب لزوم السنة والحذر من البدعة

(١٨) الجواب المفيد فى حكم التصدير

(١٩) التحذير من البدع اربع رسائل مفيدة فى حكم الاحتفال بالمولد النبوى وليلة الاسراء والمعراج وليلة النصف من شعبان وتكذيب الرويا المزعومة من خادم الحجرة النبوية المسمى الشيخ الاحمد

(٢٠) الادلة النقلية والحسية على جريان الشمس وسكون الأرض وامكان الصعود الى الكواكب.

(٢١) الأدلة الكاشفة لأخطاء بعض الكتاب

(٢٢) نقد القومية العربية

شیخ کی یہ تصنیفات بارہا چھپی ہیں اور مختلف زمانوں میں۔ان کے سوا شیخ کے کئی کتابوں پر حواشی ہیں جن کو ملا کر تعداد دگنی ہوسکتی ہے۔ بلکہ رسائل اور کتابچوں کو ملایا جائے تو ان کی تعداد سو سے اوپر ہوسکتی ہے۔ یہ سارے رسائل شیخ کے مجموعہائے مقالات میں شائع ہوئے۔

مقالات:

مجلۃ الجامعۃ الاسلامیۃ مجلۃ البحوث الاسلامیۃ اور دیگر مجلّات میں شیخ کے بہت سے مقالات شائع ہوئے ہیں۔انھیں بھی ڈاکٹر شویعر ہائے نے شیخ کے مجموہائے مقالات وخطابات میں شامل کردیا ہے۔

رد باطل

اسی طرح مجلّات اخبار وجرائد میں شیخ کے بیانات بہت کثرت سے شائع ہوئے ہیں ساتھ ہی بہت سے خطوط سفارشی توجیہی افتائی تربیتی مناقشاتی تحریریں شائع ہوئی ہیں۔ زندگی بھر کے ردودومناقشات نیز توجیہی تردیدی اور سفارشی خطوط کو ملک وبیرون جو بھیجے گئے ہیں اگر ان سب کا احصاء ہوا اور ان کو ریکارڈ پر لایا جائے تو یہی خطوط اور نقاش کئی مجلدات کے حامل بن جائیں گے۔

حوارات

ٹی وی، ریڈیو اور جرائد ومجلّات کو بہت سے انٹرویو بھی شیخ نے دیئے ہیں ان کی بھی لمبی فہرست بن سکتی ہے۔نور علی الرب آپ کا مشہور نشریاتی پروگرام تھا جسے سارے عالم میں عربی داں حضرات سنتے تھے۔اذاتمہ القرآن الکریم مکہ سے یہ پروگرام خاص کر نشر ہوتا تھا۔اسی طرح ٹی وی پر بھی آپ کا ایک ہفتہ واری پروگرام ہوتا تھا۔

ندوات ومحاضرات

قومی بین الاقوامی اور مقامی محاضرات جو مختلف لقاءات کانفرنسوں اسبوعی پروگراموں اور موسم میں دیئے گئے ان کا احصاء بھی مشکل ہوگا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دروس

شیخ کا معمول تھا کہ ہمیشہ عصر مغرب عشاء اور فجر کے بعد دروس کا اہتمام کرتے اور وقت وبرنامج کے مطابق دروس مختصر ومطول منظّم غیر منظّم ہوا کرتے تھے۔ ان دروس کا حجم اور اس کی افادیت از حد تھی اور ان دروس سے بے شمار لوگوں نے استفادہ کیا۔ تو یہ سب دروس ہمیشہ بالالتزام جاری رہے۔ اگر ان دروس کے کیسٹ تیار ہوتے اور ہزاروں کیسٹوں پر آتے۔ ان دروس میں آخر حیات میں حاضری چار پانچ سو تک پہنچ جاتی تھی۔ شیخ کے دروس خرج مکہ مدینہ طائف ریاض ہر جگہ جاری رہے۔

شیخ نے تدریس کا کام کیا اور مستقلا معلّمی کے فرائض بھی انجام دیئے ہیں۔ شیخ نے ۱۳۷۳ تا ۱۳۸۱ نو سال تک کلیۃ الشریعۃ ریاض میں فقہ حدیث اور عقیدہ کے مادے پڑھائے ہیں۔

شیخ خرج میں ۱۴ سال قاضی رہے۔ قضا کی ذمہ داری نبھانے کے ساتھ وہاں کی جامع مسجد تعمیر کروائی اور اس میں باضابطہ درس دینا شروع کیا۔ شیخ کے درس کا شہرہ سن کر دور دور سے طلباء وہاں پہنچنے لگے۔ یمن فلسطین اور عراق اور اندرون ملک سے طلباء آئے۔ شیخ کی درخواست پر شاہ عبدالعزیز نے ان کی رہائش کا انتظام کر دیا۔

اور ان کے لئے ماہانہ وظیفہ بھی جاری ہوگیا۔ ذہین طلباء کو تشجیعی انعامات بھی دیئے جاتے تھے۔ خرج میں شیخ عقیدہ فقہ فرائض حدیث تفسیر اور نحو پڑھاتے تھے۔ قضا کی ذمہ داری نبھانے کے بعد شیخ کے اوقات طلباء کی تدریس میں صرف ہوتے تھے۔ آپ کی تدریس کے اوقات یہ ہوا کرتے تھے۔ فجر کی نماز کے بعد عقیدہ تفسیر حدیث فقہ نحو نماز عصر کے بعد بھی یہی سارے قواعد عشاء کے بعد کے بعد تفسیر ابن کثیر

عمومی دروس میں شیخ نے جن کتابوں کو مختلف اوقات شامل رکھا ان کی تفصیل اس طرح ہے۔

(۱) کتاب التوحید (۲) الاصول الثلاثۃ (۳) العقیدہ الطحاویہ (۴) العقیدہ الواسطیہ (۵) کتب الصحاح الست (۶) مسند امام احمد (۷) تفسیر ابن کثیر (۸) سنن الدارمی (۹) صحیح ابن حبان (۱۰) مؤطا امام مالک (۱۱) بلوغ المرام (۱۲) اصول الاحکام (۱۳) ریاض الصالحین (۱۴) سنن

الکبری نسائی (۱۵) الدرر السنیۃ (۱۶) منتقی الأخبار (۱۷) الفرائض (۱۸) زاد المعاد (۱۸) النخبہ (۲۰) الرحبیہ (۲۱) اغاثۃ اللھفان (۲۲) الحمویہ (۲۳) نخبہ الفکر (۲۴) الاستقامہ (۲۵) جلاء الافہام (۲۶) الصارم المسلول علی شاتم الرسول (۲۷) فتاوی شیخ الاسلام ابن تیمیہ (۳۸) منار السبیل مع ارواء الغلیل۔

شیخ علیہ الرحمہ نے ہر کام میں سلف صالحین کا تتبع کیا۔ اور ساری دنیا کے مسلمانوں کے لئے روشن دلیل بن گئے کہ سلفیت یا منہج سلف کے اندر کتنی برکت ہے اور تمام مخالفتوں کے باوجود اسے کامیابی ضرور ملتی ہے۔ انہوں نے تقلید کی روش کو بالکل رد کر دیا تھا اور کہا کرتے تھے تقلید علم نہیں ہے۔ ابھی تک ان کے مواقف منہج اعمال اور نشاطات اور ان کے اثرات اور نتائج کا صحیح اندازہ نہیں لگایا گیا ہے۔ ان کی کوششوں سے کتاب سنت کی دعوت کو قبول عام ملا ہے اور ساری دنیا میں ان کے طرز عمل پر چل کر اتنا کار خیر ہوا کہ اس سے پہلے سوچا بھی نہیں جا سکتا تھا۔ شیخ نے خرج میں منصب قضا پر فائز ہونے کے بعد طلباء کی تدریس کا، ان کے لئے رہائش کا اور ماہانہ وظیفے کا تعمیر مساجد اور کفالت طلاب کا جو سلسلہ شروع کیا بعد میں چل کر وہی ملک اور بیرون ملک لوگوں کے لئے نمونہ بن گیا۔

اگر شیخ کے فضائل ومحامد گنائے جائیں تو اس کی طویل فہرست بنے گی۔ اور ان فضائل ومحامد اور طریقہ دعوت وتبلیغ کی بناء پر وہ بجا طور پر اس دور کے مجدد ہیں۔ تجدید کے جو مفاہیم شبلی اور مودودی نے بیان کئے ہیں وہ لا یعنی اور محض ذہنی زرخیزی ہے۔ تجدید کا سادہ اور واضح مفہوم یہ ہے کہ عالم دین کو بالکل اس شکل میں پیش کر دے جس شکل میں وہ قرآن وسنت میں موجود ہے۔ لوگوں کے اضافہ کردہ مفاہیم۔ ذہنی زرخیزی تاویلات، انحرافات، شرک وبدعات الحاد اور تفلسف کے دلدل سے دین کو نکال دے۔ امام عصر نے دین کو سہل واضح اور نمایاں شکل میں لوگوں کے سامنے پیش کر دیا۔ عقیدے کا مسئلہ ہو یا سنت کا عبادت کی بات ہو یا معاملات کی فقہ وفتاوی کے مسائل ہوں یا سیاست اور معیشت کے معاشرت کی بات ہو یا فرد وعائلہ کی ہر باب میں شیخ نے کتاب وسنت پر مبنی دلائل سے مسائل کو واضح کیا۔ اور لوگوں کے لئے دین کو آسان

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

تر کر دیا۔ عقیدہ فقہ اور سیاست میں جو پیچیدگیاں پیدا ہوگئی تھیں ان سب کو شیخ نے دور کر دیا۔ اور ساری دنیا میں مسلمانوں نے اسے قبول بھی کیا۔ فتنوں کا دور تحریکیوں کا ہنگامہ وشور الھڑ نوجوان تحریکیوں کا کبر وغرور اور تشدد خمینیت کا فتنہ اور نشہ اباحیت کا دور دورہ، کمیونسٹوں کی خون آسامی، سیکولرزم کی تخریب کاری، سرمایہ داری کا لوٹ کھسوٹ، انسانیت کے خلاف صہیونیت اور صیہونیت زدہ عیسائیت کی سازش، شرک وکفر کا طوفان، بدعات کی زور آزمائی اور مسلم دانشوری اور تعقل پسندی کی ڈھٹائی، علیت کا استبداد ننگے پن کا یلغار، سب مملکت توحید کی سرحدوں پر حملہ آور، اور بہت سے دین کے نام پر اندرون مملکت زور آمائی پر کمر کسے، لیکن اس مرد مجاہد نے سب کا مقابلہ کیا اور دنیا کے ہر کونے میں مقابلہ کیا اور بہتوں کو شکست فاش دی اور اس کے ناخن تدبیر سے بہت سے گمبھیر مسائل کی گرہیں کھلیں۔ اور اس کا ہتھیار بھی کیا تھا۔ دعوت کتاب وسنت، تنقید شریعت کا پیغام، تعلیم وتعلم، ہمدردی وغمگساری، نصح وتعاون اور اس کے شاگردان کرام، اس کے مشن اور منہج سے انتساب رکھنے والے اور اس کے تیار کردہ علماء نے سارے عالم میں سلفیت کے لئے وہ کام کیا کہ دور امام سے قبل سلفیت کے ماننے والے دنیا میں جس قدر تھے اس سے سینکڑوں گنا بڑھ گئے اور انہوں نے بھی سارے فتنوں کی سرکوبی کی کوشش کی۔ مشکلات ومسائل کو صحیح رخ دینا انھیں حل کرنا اور لوگوں کو دین کی راہ پر لگانا اور انھیں آسان بنانا سب کے بس کا کام نہیں ہے۔ مشکلات میں ہمتیں پست ہوجاتی ہیں۔ حوصلے ٹوٹ جاتے ہیں قلوب واذہان انتشار کا شکار ہوجاتے ہیں۔ غلط افکار اور غلط کاروں کے چنگل میں پھنس جاتے ہیں اور مذکورہ فتنوں میں مسلمان پست حوصلگی یا انتشار کا شکار تھے لیکن امام وقت نے اپنے تجدیدی کارناموں کے ذریعے ہر جگہ مسلمانوں کو حوصلہ دیا ان کی رہنمائی کی۔ ان کے اندر دینی فکر اجاگر کیا۔ اور مسئلے کی نوعیت کو سمجھا اور سمجھایا۔ حالت یہ تھی کہ اسلام کے چمپین ہر جگہ دین کو اور مسلمانوں کو اپنے حزبیاتی مفادات کے لئے استعمال کرتے تھے۔ افغانستان کا پر پیچ مسئلہ ہمارے سامنے ہے۔ ساری دنیا کے تحریکیوں نے اسے یرغمال بنایا اور مقامی تحریکیوں نے اسے شہرت اور دولت حاصل کرنے اور پھر کرسی حاصل کرنے کا ذریعہ بنایا اور اسے برباد کر کے رکھ دیا۔ ۱۹۷۲ سے اس کی تباہی جاری

ہے۔ اور اب تک بربادی اس پر مسلط ہے۔ اس کے اندر جو خیر تھا اور جو نتیجہ خیزی تھی بڑی حد تک شیخ ابن باز اور ان کی مملکت توحید کی جھود کا ثمرہ تھا۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی جو بھی بہترین شکل اس وقت دنیا میں موجود ہے اس کا سرا کسی نہ کسی شکل میں شیخ ابن باز سے ضرور جا ملے گا۔ تعمیر مساجد، یتامی ارامل اور محتاجوں کی کفالت، علماء وطلباء کی عزت افزائی، دعوت وتبلیغ کا جاری سلسلہ، رفاہی کاموں کی شکلیں مشکلات حوادث نوازل میں دست تعاون بڑھانے کی منظّم وبہتر شکل تعلیم وتدریس کے لئے مدارس ومعاہد کے قیام، کتابوں کی نشر واشاعت کی بہترین صورتیں سب کے سب کسی نہ کسی شکل میں شیخ ابن باز سے فیض یاب ضرور ہیں۔ کتاب وسنت کی تعلیمات کی نشر واشاعت آسان زبان میں انھیں سے شروع ہوئی اور اس کا سلسلہ جاری ہے۔ رد باطل کا سلسلہ عالمی پیمانے پر انھیں نے شروع کیا اور اس کی شکلیں جاری ہیں۔

ان کے دور میں سارے علماء ستارے تھے وہ سورج تھا جو نہ کبھی گہنایا نہ روپوش ہوا ہر ایک کو روشنی دیتا رہا اور سب کو فیض یاب کرتا رہا۔ اور آخری لمحے تک اپنے علم کی روشنی بکھیرتا رہا۔ تغمدہ الله ثراہ وجعل الجنة مثواہ

زندگی کا آخری لمحہ بھی خوب تھا۔ انتقال سے دو گھنٹہ قبل تک شیخ دعوت دین کا کام کرتے رہے۔ ۸۹ سال کی عمر میں ۲۷ محرم ۱۴۲۰ھ بروز جمعرات طائف میں شیخ کا انتقال ہوا اور مقبرۃ العدل مکہ مکرمہ میں تدفین ہوئی۔

امام عصر کے انتقال کے موقع پر شاہ فہد بن عبدالعزیز کا شاہی فرمان جاری ہوا کہ جمعہ کی نماز کے بعد حرم مکی میں شیخ کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی اور نماز جنازہ غائبانہ مسجد نبوی اور سعودی عرب کی تمام مساجد میں پڑھی جائے گی۔

شیخ کے جنازے میں بنفس نفیس شاہ فہد شامل ہوئے۔ ان کے سوا امیر عبداللہ ولی عہد، امیر سعود بن محمد بن عبدالعزیز امیر سلطان بن عبدالعزیز وزیر دفاع، امیر نائف بن عبدالعزیز وزیر داخلہ، امیر متعب بن عبدالعزیز وزیر محنت امیر عبداللہ بن محمد بن عبدالعزیز، امیر نواف بن عبدالعزیز امیر سلمان بن عبدالعزیز گورنر منطقہ ریاض امیر ماجد بن عبدالعزیز گورنر منطقہ مکہ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مکرمہ، امیر عبدالالہ بن عبدالعزیز گورنر منطقہ جوف، نیز دیگر امراء وزراء اصحاب مناصب علماء اورمشائخ نے جنازے میں شرکت کی ۔شیخ ابن عثیمین د۔عبدالمحسن بن عبداللہ الترکی، د۔عمر عبداللہ نصیف بھی نماز جنازہ میں شریک تھے۔

احمد بن خالد الکلیب وزیر عدل کویت، احمد بن عبداللہ المری وزیر اوقاف ودینی امور قطر، جابر خالد الصباح سفیر کویت، ہانی خلیفہ سفیر اردن، د۔یوسف قرضاوی بھی نماز جنازہ میں شریک ہوئے۔

شدید گرمی کے باوجود (۴۵ ڈگری سیلسیس) تقریبا دس لاکھ لوگوں نے شیخ کی نماز جنازہ میں شرکت کی ۔اور سعودی عرب کی تمام مساجد میں نماز جنازہ غائبانہ ادا کی گئی اور مساجد میں شیخ کی دینی خدمات اور آپ کی عظیم اسلامی شخصیت کو خطبے کا موضوع بنایا گیا۔اور ساری دنیا میں آپ کی نماز جنازہ غائبانہ ادا کی گئی اور آپ کے لئے دعا کی گئی۔

سعودی عرب اور ساری دنیا میں آپ کے چاہنے والے بلک اٹھے اور لوگوں نے ایک دوسرے کی تعزیت کی ۔شیخ کی وفات کا یہ سانحہ آل باز کے لئے ایک عظیم سانحہ تھا لیکن یہ سانحہ آل سعود، فرماں روائے مملکت نائبین وزراء علماء مشائخ اور شیخ کے عام منسوبین محبین اور متعلقین کے کے لئے کچھ کم غمناک نہ تھا۔

فرماں روائے مملکت شاہ فہد نے ابناء شیخ کی تعزیت کی اور فرمایا جس طرح آپ تعزیت کے مستحق ہیں اسی طرح ہم بھی ہیں۔ یہ غم سب کا مشترکہ غم ہے۔ عالم اسلام کے صدور وزراء اعظم اور علماء ومشائخ کی طرف سے شاہ فہد کو تعزیت کے پیغام موصول ہوئے اور تمام عالم سے مسلم قائدین علماء مشائخ اور تنظیموں کے ذمہ داروں کی طرف سے بھی دکھ کا اظہار کیا گیا اور سعودی حکمرانوں اور ذمہ داروں کے نام تعزیت کے پیغامات ارسال کئے گئے۔

اس سانحے پر دنیا کے مسلمان رو پڑے اور شدید دکھ اور غم کا اظہار کیا۔فرمان روائے مملکت شاہ فہد نے کیبنٹ میٹنگ کی صدارت کرتے ہوئے شیخ ابن باز کی سیرت بیان کی ان کی خدمات جلیلہ کو خراج عقیدت پیش کیا اور آپ کی وفات کو امت اسلامیہ کے لئے بہت بڑا سانحہ قرار دیا۔

اس موقع پر اخبارات میں لوگوں کے جو تاثرات اور فیچر شائع ہوئے ہیں، ریڈیو اور ٹی وی

ٹاک نشر ہوئے ہیں جرائد ومجلّات میں مضامین شائع ہیں اور ان کے محبین اور منتسبین نے جو نظمیں ہیں اگر انھیں جمع کر دیا جائے تو ساری تحریریں اور بیانات کئی جلدوں میں آئیں گے ۔ شیخ کی عظمت اور جلالت پر مساجد میں جو خطبے دیئے گئے ہیں اور اسلامی ملکوں کے صدر وزراء اعظم وزراء اور علماء ومشائخ نے جو تعزیتی بیانات دیئے ہیں اور پیغامات بھیجے ہیں اگر انھیں جمع کر دیا جائے تو سب مل کر بڑا حجم اختیار کر لیں۔

پورے عالم میں متعدد زبانوں میں لوگوں نے شیخ کو خراج عقیدت پیش کیا ہے خود ہندوستان میں شیخ کے متعلق سینکڑوں تحریریں آئی ہوں گی۔ شیخ کی یاد اور تذکار میں بہت سے ادارے ان کے نام بن گئے ہیں یا ان کے نام کر دیئے گئے ہیں۔ ریاض میں ایک سڑک ان کے نام کر دی گئی ہے۔ مساجد ان کے نام پر بن گئے ہیں اور ان کے آثار باقیات اور صدقہ جاریہ جوان گنت ہیں اور مختلف شکلوں میں ہیں اب ان کے لئے باعث شرف اور باعث اجر وثواب ہیں۔

ان کے سوا بڑی بات یہ ہے کہ آج تک ان کے لئے بے شمار ہاتھ دعا کے لئے اٹھتے ہیں اور ان کی رفعت درجات اور غفران کے لئے بارگاہ الٰہی میں لوگ فریاد کرتے ہیں۔

امام عصر نے دین کے سلسلے میں کبھی کسی طرح کی لچک نہیں دکھلائی باطل کے خلاف سخت رہے۔ کوئی بھی ملک ہو، حکمراں ہو، عالم ہو، قائد ہو، قلمکار یا شاعر ہو استاذ یا پروفیسر ہو اگر اس سے باطل کا صدور ہوا یا اس نے باطل کی اشاعت کی تو اس کے خلاف شیخ کا جہاد بالقلم اور جہاد باللسان فورا شروع ہو جاتا، شیخ کی زندگی کا یہ پہلو بہت نمایاں تھا۔ رد باطل پر اگر شیخ کی ساری تحریریں اکٹھا ہوں تو ان کا حجم بہت بڑا ہو جائے گا۔ رد باطل کے سبب شیخ کے بہت سے مخالفین پیدا ہوئے لیکن پھر انھیں اپنی غلطی کا اعتراف ہوا۔ اور شیخ کی حق پرستی کے قائل ہو گئے۔

رد باطل دعوت دین کا حصہ نہی عن المنکر ہے۔ رد باطل سب کے بس کی بات نہیں ہے جو لوگ ذاتی مفادات سے پرے ہوتے ہیں ۔ اور جن کے اندر ہمت وغیرت ہوتی ہے۔ شر کی معرفت کا احساس ہوتا ہے وہی یہ کام کر سکتے ہیں۔ آج کے دور میں استشراقی لب ولہجہ زیادہ پسندیدہ ہے اسے دانشور ذئب اغبر قسم کے لوگ استعمال کرتے ہیں۔ یا منافقہ اسلوب زیادہ رائج

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہے جسے روباہ صفت لوگ استعمال کرتے ہیں۔ان سے تلبیس اور تمویہ حقائق ہوسکتا ہے رد باطل نہیں ہوسکتا ہے۔اگر رد باطل کا کام نہ ہو تو افکار باطلہ کا کباڑ اکٹھا ہوجاتا ہے جو فکری آلودگی کا باعث بنتا ہے اور قلوب واذہان کو مسموم بناتا ہے۔اس لئے ہر دور میں غیرت منداور باہمت علماء نے رد باطل کا کام کیا ہے۔

شیخ ابن باز کے متعلق امراء وزراء مشائخ علماء اور محققین کے زریں اقوال ہیں اگر ان اقوال کو جمع کیا جائے تو ایک کتاب تیار ہوجائے چند ایک پیش خدمت ہیں۔

امام عصر کی امامت اپنے دور میں متنوع تھی۔ڈاکٹر سعید قحطانی کہتے ہیں۔

لقد وجدته اعظم واجل مما قيل فيه بكثير لاحصيه، فقد وجدته اماما فی الحديث اماما فی العقيدة، اماما فی القرآن، اماما فی اللغة، اماما فی الأنساب، اماما فی الدعوة الى الله على بصيرة، اماما فی الجود والكرم، والزهد فی الدنيا ، والتواضع، وحسن الخلق، والعطف على الفقراء، والمساكين، والورع والتقوى والصبروالتثبت وعدم العجلة فی الأمور، ووجدته اماما فی الحكمة فهو يضع الأمور مواضعها"

انھیں میں نے پایا وہ امام ہیں حدیث میں، امام ہیں عقیدے میں، امام ہیں قرآن میں، امام ہیں لغت میں، امام ہیں انساب میں، امام ہیں جودوکرم میں، زہد فی الدنیا میں، تواضع میں، حسن اخلاق میں، فقراء، ومساکین کے ساتھ ہمدردی میں، ورع وتقوی میں، اور تیقن وعدم عجلت میں، امام ہیں حکمت میں امور کے اوپر مہارت رکھنے میں، یہ ہے قحطانی کا حقیقت افروز بیان جنھوں نے شیخ سے ۱۹ سال تک خوشہ چینی کی۔مزید فرمایا۔

جس کسی کے بارے میں میں نے سنا اور ملاقات کی تو جیسا سنا تھا اس سے کمتر پایا لیکن تنہا شیخ کی ذات ہے کہ جتنا ان کے متعلق سنا تھا ملاقات کرنے کے بعد کہیں زیادہ پایا۔

شیخ کے ایک شاگرد ہیں شیخ کو یہ شہرت حاصل تھی کہ آپ کتاب وسنت کی دلیل ہیں ہمدردی وغمخواری، اور امت اسلامیہ کے مصائب کے ساتھ ان کا نام جڑ گیا تھا۔ وہ جبل السنۃ اور تنہا

''امت'' تھے۔اور سفارش کرنا ان کی پہچان بن گئی تھی۔

شیخ کے ایک سکریٹری د۔شویعر کہتے ہیں جنھوں نے ۱۱ سال شیخ کے ساتھ کام کیا ہے۔لکھتے ہیں۔

هو مع علم جم مدرسة باخلاقه ومدرسة بحماسته للدعوة الى دين الله ومدرسة بحب الخير والمساعدة للقاصی والدانی فی كل شئوونهم من دون تمييز، ومدرسة بالتواضع النادر مثله فی هذا الزمان

کثرت علم کے ساتھ اپنے اخلاق وتواضع میں وہ مدرسہ تھے۔اپنی حماست سے اللہ کے دین کی دعوت میں وہ مدرسہ تھے، بلاتفریق قریب وبعید کے ہر کام میں تعاون کرنے اور حب خیر میں وہ مدرسہ تھے۔تواضع میں مدرسہ تھے جو اس دور میں نادر المثال ہے۔انھیں کا بیان ہے بہت سے زعماء اور قادہ شیخ سے ملاقات کے لئے آتے۔شیخ اپنی سادگی کے ساتھ اپنی مجلس میں موجود اپنے کام میں منہمک ہوتے۔یہ لوگ سلام کرکے بیٹھ جاتے اور انتظار کرتے کب شیخ آئیں گے۔پوچھتے شیخ کب نکلیں گے ہم ان کے سامنے اپنے مسائل رکھنا چاہتے ہیں۔جب بتایا جاتا یہی تو ہیں جنھیں آپ نے سلام کیا ہے اور جن کو دنیا کے ہر کونے سے آئے ہوئے لوگ گھیرے بیٹھے ہیں۔یہ سن کر بسا اوقات بہت سے لوگ رو پڑتے۔انھیں یقین نہ آتا کہ یہ وہی شیخ ابن باز ہیں جن کا شہرہ ہر طرف ہے۔پھر کہہ پڑتے ہم تو اپنے ملکوں میں اتنی آسانی سے اپنے علماء سے نہیں مل سکتے۔ان کے عجب ٹھاٹ باٹ ہیں پہلے سے وقت لیے بغیر ان سے ملنا مشکل ہے۔اور یہاں یہ عالم ہے کہ امام دعوت اور امام عصر کا در تواضع کھلا ہے اور ہر شخص ان سے مل سکتا ہے بات کرسکتا ہے اور اپنی ضروریات کہہ سکتا ہے۔یہ سب تو کتابوں میں علماء سلف کے متعلق پڑھا ہے آج فرید عصر اور وحید زماں کی ذات میں اسلاف کی خوبیاں ہماری نگاہوں کے سامنے ہیں۔

☆ شیخ یوسف قرضاوی نے لکھا: لا أعرف أحدا يكره الشيخ ابن باز من ابناء الاسلام الا ان يكون مطعونا فی عقيدته أو ملبوسا عليه میں نہیں جانتا مسلمانوں میں سے کوئی شیخ ابن باز کو ناپسند کرتا ہو وہی انھیں ناپسند کرسکتا ہے جو بدعقیدہ ہو یا جاہل ہو۔

☆ کویت کے مشہور داعی احمد قطان نے شیخ کی رحلت پر بڑے دکھ کا اظہار کیا اور جمعہ کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خطبے میں ان کے مآثر مواقف اور فضائل کا ذکر کیا۔

شیخ قطان نے شیخ سے بارہا ملاقات کی ان کے بقول انھیں دیکھ کر سلف صالحین اور صحابہ کی یاد آتی تھی۔ اور شیخ کے فتاوی سارے عالم میں پڑھے گئے اور انھیں قبولیت عامہ ملی۔ جب صدام نے کویت پر قبضہ کرلیا اور سعودی شہر خفجی کو ہتھیا لیا اور حرمین شریفین پر اس کی نگاہ تھی۔ اس وقت قرآن وسنت سے دلائل کی روشنی میں شیخ نے کفار سے فوجی تعاون حاصل کرنے کے جواز کا فتوی دیا تھا۔ یہ امت اسلامیہ پر اور خاص کر کویت اور کویتیوں پر شیخ کا احسان عظیم تھا جس کے لئے سارے کویتیوں کو اور امت اسلامیہ کو ان کا احسان مند ہونا چاہیے اور شیخ کی مغفرت اور رفع درجات کے لئے دعا کرنی چاہیے۔

☆ حرمین کے ائمہ، سعودی یونیورسٹیوں کے اساتذہ، ہیئۃ کبار علماء کے ممبران، رابطہ کے ذمہ داران اور حکومت کے اعیان امراء آل سعود مشائخ کبار اور عالم اسلام کے وجہاء ومفتیان کرام مفکرین عظام حکومتوں کے فرماں روا بلاد عرب کے وزراء امراء حکمران ممبران پارلیامنٹ اور صحافت ومیڈیا سے جڑے متخصصین وماہرین نیز سارے عالم کے علماء اور مسلم قائدین، تنظیمات کے مسئوولین کی یہ عمومی رائے تھی کہ شیخ ابن باز کی وفات کا سانحہ ملت اسلامیہ کے لئے بہت بڑا سانحہ ہے۔ اور عموماً سب نے یہ رائے ظاہر کی کہ شیخ اپنے وقت کے امام سب سے بڑے عالم مفتی، داعی، مجاہد، متقی، مخیّر متواضع انسان تھے اور حق کے لئے سب سے زیادہ کوشاں اور ملت اسلامیہ کے سب سے بڑے خیر خواہ اور سب سے بڑے حکیم بابصیرت متبع سنت اور علوم اسلامیہ کے ماہر اور مجتہد اور سب سے زیادہ صابر شاکر اور جدوجہد کرنے والے تھے ساری دنیا میں مختلف زبانوں میں میڈیا میں آپ پر جو تحریریں یا خیالات آئے ہیں اگر سب کو اکٹھا کردیا جائے تو تفصیلات کئی جلدوں میں آئیں گی ایسے موقع پر خواتین نے آپ کے متعلق جن تاثرات کا اظہار کیا ہے اور شیخ سے جس تاثر پذیری اور لگاؤ کا مظاہرہ کیا ہے اور جس غم کا اظہار کیا ہے خاص کر خلیج میں ان کی تحریریں بھی کافی ہیں۔

شیخ کی وفات پر عرب وعجم کے شعراء نے جو مرثیے کہے ہیں۔ وہ بھی کافی مقدار میں ہیں۔

اگر انھیں کو مرتب کردیا جائے تو ایک ضخیم کتاب بن جائے گی۔

ایک قابل ذکر بات یہ ہے کہ آل سعود نے امام وقت کی قدردانی، عزت ومحبت میں اپنی اسلام پسندی کا پورا ثبوت دیا۔ اور شیخ جس مقام پر فائز تھے انہوں نے اسے جانا اور ان کی حق شناسی کا حق ادا کردیا آل سعود کے امراء حتی کہ امیرات خادم الحرمین والی مملکت اور اصحاب مناصب سبھی نے شیخ کے ساتھ جذباتی لگاؤ رکھا۔ حد تو یہ ہے کہ خادم الحرمین شاہ فہد جو شیخ سے پانچ سال چھوٹے تھے شیخ کو سماحۃ الوالد کہتے تھے اور محفل میں نجی مجلسوں میں ایسا کہتے تھے اور یہ تسلیم کرتے تھے کہ شیخ تمام مسلمانوں کے روحانی باپ ہیں اور سب کے لئے ان کے دل میں جو محبت درد اور خیر خواہی ہے اس نے انھیں باپ کے درجے پر فائز کردیا ہے۔ امیر سلمان والدنا المفضال کہا کرتے تھے اور ایسا بھی دیکھا گیا ہے کہ امیر اسپیکر ہاتھ میں پکڑے ہوئے ہیں اور شیخ تقریر کررہے ہیں۔

یہ بھی تاریخ کا روشن پہلو ہے جس کو نمایاں ہونا چاہیے کہ آل سعود نے علماء کی وہ قدر کی ہے جس کے وہ مستحق ہیں کبھی انہوں نے ان کی توہین نہیں کی اور ہمیشہ ان کے ساتھ تواضع اور ادب واحترام کا رویہ اختیار کیا۔ خصوصی طور پر شیخ ابن باز سے دین پسند امراء جذباتی لگاؤ رکھتے تھے۔ اور شاہی گھرانے کی خواتین بھی اس بارے میں ان سے پیچھے نہ تھیں سب ان سے ملتے استفادہ کرتے تھے اور نصیحت کے طالب رہتے تھے اور برابر ان کے ربط میں رہتے تھے اللہ ان سب کو جزائے خیر دے اور ان کے دینی جذبے کو برقرار رکھے اور انھیں شاد آباد رکھے اور ان کے بدخواہوں اور حاسدوں سے نمٹ لے آمین۔ اللہ تعالی امام عصر کے درجات بلند کرے ان کا فیض جاری رکھے اور مسلمانوں کو ان کا نعم البدل دے۔

☆☆☆

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"